عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول



# القول المقبول

فی

# علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

جناب نبی عربی فداہ روحی امی وابی صلے اللہ علیہ وسلم

کے عالم الغیب ہونے پر

ایک محققانہ قرآن وحدیث سے ثبوت

جسکو

حافظ محمد امین صاحب اندرابی مختار عدالت نے نہایت محنت سے طیار کیا

اور

ملک فضل الدین ککےزئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور نے

اپنے سلسلہ کتب تصوف میں

نولکشور گیلانی پرنٹنگ لاہور میں طبع کراکے شائع کیا

قیمت فی جلد آٹھ آنے ۸/

## عین الفقر

یہ کتاب لطیف پُر از اسرارِ الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باہو قادری قدس سرہُ العزیز کی اعلےٰ تصنیفات سے ہے اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا آگاہی ناظرین کے لئے چند مضامین درج ذیل کرتے ہیں۔ جو اس کتاب نایاب میں ہیں (۱) حمد (۲) نعت (۳) سبب تالیف و نام کتاب (۴) مرشد کامل و ناقص (۵) سالک مجذوب مجذوب سالک (۶) علم دین و دنیا (۷) ذکر سری کا بیان (۸) اور اُسکی فضیلت (۹) مقام انا (۱۰) علم ظاہر سے علم باطن کا حصول (۱۱) فقر کے مقامات (۱۲) فقر آزادی سے نہیں بلکہ علم و عمل (۱۳) اور شریعت و طریقت کو جمع کرنے سے ہوتا ہے (۱۴) شرح برزخ اسم اللہ و توحید فنافی اللہ (۱۵) ذکر اللہ کے فتوحات کا (۱۶) تشریح اسم اللہ (۱۷) ہر جاندار کے سانس سے اسم ہُو نکلتا ہے (۱۸) کسر نفسی اور اُس کا محاسبہ (۱۹) حصول کمال کے لئے ریاضت و مشقت (۲۰) مرشد کامل کی شکل اور اس کی ضرورت (۲۱) عشق حقیقی و عشق مجازی (۲۲) عبادت میں توجہ نہ کرنا (۲۳) جب نفس فنا ہو جاتا ہے (۲۴) تو نفسانیت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا (۲۵) شرع کامل سے روگردانی (۲۶) ذکر اللہ کی شان (۲۷) توحید مطلق (۲۸) خلاف شرع گمراہی ہے (۲۹) تجلیات و تحقیق مقامات نفس و اسمائے اللہ وغیرہ (۳۰) تجلی کے اقسام اور اسکے مقامات (۳۱) ذکر مشاہدہ (۳۲) عشق الٰہی کے لوازمات (۳۳) مرشد و طالب کی خصوصیات (۳۴) انسان کے وجود میں اُسکے مقامات (۳۵) صاحب باطن و صاحب بطن (۳۶) صاحب نظر و صاحب نظر (۳۷) تلقین کا بیان (۳۸) اُس کی شکل (۳۹) عارف دنیا و عارف عقبےٰ و عارف مولےٰ (۳۹) لطیفہ (۴۰) استغراق (۴۱) معارف پر کشف و کرامات کا بند ہونا (۴۲) مرشد کا مرید کیلئے آئینہ ہونا (۴۳) مراتب علم و معرفت (۴۴) لطیفہ (۴۵) نفس سے مخالفت اور اُس کو زیر کرنے کا بیان مع تمثیل (۴۶) فقیر کی سانس ذاکر ہوتی ہے (۴۷) نفس و شیطان اور دنیا کی شکل (۴۸) نفسانیت اور اس کا نتیجہ (۴۹) ابلیس و نفس اور دنیا کے اتفاق کی شکل (۵۰) فقر فنا و فقر بقا اور فقر منتہےٰ (۵۱) شریعت و طریقت (۵۲) حقیقت کی شکل (۵۳) زندہ دل اور مردہ دل (۵۴) ذکر علماء و فقرا (۵۵) علم رحمانی اور علم شیطانی (۵۶) زہد بے علم (۵۷) الفقر لا یحتاج کے معنی (۵۸) خانۂ نفس (۵۹) قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف اور غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل ہے (۶۰) فقیر کو کون کون سے مقامات پیش آتے ہیں (۶۱) ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب اور جواب برزخ و تغییر غرق بوحدت (۶۲) ذکر روحی اور ذکر سری (۶۳) مراقبہ اور اسکی منزلیں (۶۴) مراقبہ کی مثال (۶۵) مراتب مراقبہ (۶۶) قلب کے اقسام (۶۷) عشق و محبت (۶۸) لطیفہ من صحابہ کرام کی شان (۶۹) خاتمۂ کتاب وغیرہ۔ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اس درِ بے بہا کو خرید فرماویں۔ یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط اردو میں ترجمہ ہو کر چھپ گئی ہے منگوائیں اور اس کے مطالعہ سے حظ اُٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

## مجالستہ النبیؐ

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس سرہُ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے۔ جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس میں بھی حضرت نے نہایت عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبان خدا اور عاشقانِ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس کتاب میں جو جو مضامین ہیں اُن کو آگاہی ناظرین کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ کے اس کتاب کو خرید فرماویں۔ حمد۔ نعت۔ کتاب کے لکھنے کی وجہ اور اُس کی منفعت۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے کو اس سے نفع پہنچنا۔ تزکیہ نفس و مقام قلب اور روح وغیرہ کا بیان (معرفت الٰہی کا علم سے حاصل ہونا اور علم ظاہر و باطن کی مثال) مراقبہ کا تفصیلی بیان۔ مقام فنا فی الشیخ و مقام فنا فی الرسول کی شناخت انسان کے وجود میں مقامات نفس وغیرہ۔ فقیری بدون علم کے مذموم ہے (تصور اسم اللہ کی تاثیر) قلب سے خود بخود ذکر کا جاری ہونا (ذکر قلبی کی شناخت) انسان کے وجود میں اربعہ عناصر کی مثال۔ نفس کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس اور اُس کے اقسام۔ روح پاک و روح ناپاک۔ شرح پیر و مرشد وغیرہ۔ قیمت چار آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر

## دریائے حقیقت

یعنی پنجابی دوہڑے ہاشم شاہ۔ یہ کتاب [illegible] دریائے توحید و عاشقانِ الٰہی کے لئے درد بھرے جواہرات کے ٹکڑے ہیں۔ قیمت دو آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲ر

# القول المقبول

فی

# علم غیب الرسول صلعم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ للھدایۃ ۔ ثم اکمل فضائلہ بعلم الغیب بالنھایۃ والصلوٰۃ والسلام علی النبی الامی الذی ادّی امانۃ الرسالۃ بکلمۃ مقبول قال اللہ تعالیٰ فی ذکرہ فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ھو صاحب علم الاولین والآخرین کاشف الغمۃ وشفیع الامۃ بیوم الدین وعلیٰ آلہ وصحبہ الاجمعین الطاھرین ÷

**وبعد** میں اس حصہ کو **القول المقبول فی علم غیب الرسول** کے نام سے معنون کرتا ہوں ۔ اس میں حضرت کے علم غیب پر قرآن و حدیث اور اجماع امت سے بحث کی جاویگی ۔ امید ہے کہ احباب کے لئے یہ حصہ نہایت ہی کارآمد ثابت ہوگا ۔ اس میں ایک نہایت نازک مسئلہ پر بحث ہے ۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا ۔ کہ عوام میری اس تحریر کو کس حد تک پیار کی نگاہ سے دیکھینگے ۔ درحقیقت صوفیاے کرام کے لئے تو یہ بحث حظ روح ہے ۔ علم غیب کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں علماے صافی الاعتقاد

کا ہمیشہ سے اس امر پر اعتقاد رہا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو علم ماکان وسیکون تھا۔ اور عالم الغیب باعلام اللہ تعالےٰ تھے۔ علم کے ماننے سے نہ تو شرک اور نہ کسی قسم کا کفر لازم آتا ہے۔ جیسے کہ جاہل لوگوں کا خیال ہے اور نہ معتقد علم غیب کو کوئی کافر کہہ سکتا ہے۔ میرے خیال میں صاحب اعتقاد مذکورہ ایک سچا مومن ہے وہ شخص خود کافر ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے علم غیب مطلق کا منکر ہو +

دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت کے لئے علم غیب مطلق بنص قرآنی عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول اور وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاءُ۔ اور احادیث صحیحہ سے جیسا کہ آگے بیان ہوگا، ثابت ہے۔ پس جو شخص صریح نص اور حدیث سے منکر ہو اُس کو اگر کافر نہ کہا جاوے تو اور کیا +

حدیث میں مرقوم ہے کہ جو حضرت کی شان کو کم بیان کرے یا جیسا کہ فضائل حضرت ہیں اس سے کم خیال کرے وہ کفر تک پہنچتا ہے۔ صرف فرق علم بالاستقلال و بالذات اور علم باعلام اللہ تعالےٰ کا ہے۔ جس کو آگے بیان کرونگا۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیر استقلالی ہے اور اس میں فرق ظاہر ہے اور کوئی شرک نہیں +

درحقیقت علم غیب کو دو قسم کہنا چاہیئے :-

(۱) علم غیب بالذات جو تمام کلیات وجزئیات ممکن الوجود وغیر ممکن الوجود کو شامل وحاوی ہو +

(ب) علم غیب بالعرض ۔ وہ علم بالامور، جو اللہ کے اعلام اور سکھلانے سے حاصل ہو۔ اسی شق (ب) کو انبیا کا علم قرار دیا گیا ہے۔

یعنی خداوند کریم کو تو علم غیب بالذات اور خود بخود ہے اور انبیاء علیہم السلام کو خدا نے یہ طاقت عطا کی ہے۔ آیات مذکورہ بالا میں خداوند کریم نے علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔

آیہ عالم الغیب فلا یظھر الخ سے دو امر ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کو غیب کے علم پر مطلع فرمایا اور اس لحاظ سے ان کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ انبیا کے علم کو بھی ہم علم غیب کہہ سکتے ہیں۔

ملاحظہ ہو ترکیب آیہ شریفہ۔ اس میں ترکیب استثنا متصل ہے۔ پس اطلاق علم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی۔ ہاں بات اتنی ہے کہ اللہ نے عالم بنایا اور جس وقت کہ خدا نے الا من ارتضی من رسول کہکر اس خاص مستثنےٰ شخص کو فداہ روحی امی وابی، دانائے علم غیب جتلایا تو اس کو عالم الغیب کہنا صحیح ہے اور جو اس سے منکر ہو۔ اُسے خدا پوچھے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں غیب کا اختصاص خداوند کریم نے اپنے لئے کیا اس سے غیب استقلالی مراد ہے اور جہاں کہیں نفی حضرت سے کی گئی اس سے نفی غیب استقلالی مراد ہے۔ غیب بالعرض کی کوئی نفی نہیں اور ہے بھی یہی اگر خدا نے اپنے خواص میں سے کسی کو عالم الغیب بنا دیا تو اس میں کیا حرج ہے ان دونوں علموں میں فرق ظاہر ہے خدا کا علم اس کی صفات قدیمیہ ازلیہ ابدیہ سے ہے

جس میں کسی قسم کا تغیر ونقصان، حدوث وبطلان نہیں۔ نہ حادث ہی اور نہ کسبی +
انبیاء علیہم السّلام کا علم حادث ہے اور کسبی۔ کیا اس تصریح کے بعد بھی بعض
ناعاقبت اندیش لوگ اس بات کی جرأت کرینگے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
عالم الغیب کہنے سے شرک لازم آتا ہے۔ میں پھر کہونگا کہ ہرگز نہیں +
اس کی تردید مختصراً ذیل میں ارقام ہے:۔

(۱) شرک سے مراد شرک شرعی ہے، جو ضد توحید شرعی کی ہے۔ اور توحید
شرعی لا اِلٰہ اِلّا اللہ ہے یعنی سوائے خدا کے کسی کو معبود خیال نہ کرنا چاہئے۔ پس
ظاہر ہوا کہ شرک دوسرے معبود کے ماننے کو کہتے ہیں۔ پس عالم غیب کہنے سے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم معبود مانتے نہیں ہیں +

اگر یہ کہا جاوے کہ شرک سے مراد صفات الٰہیہ سے کسی کو متصف کرنا شرک
ہے تو یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ خدا بھی سُننے والا ہے، بندہ بھی سُننے والا۔ خدا بھی
دیکھتا ہے، بندہ بھی دیکھتا ہے۔ پس اس طرح سے اگر شرک بنجاتا ہے تو پھر توحید کا نام
دنیا میں نہیں مل سکتا +

(۲) کسی نام یا صفت الٰہیہ میں کسی شخص یا چیز کا شریک ہونا شرک نہیں کہلاتا
ملاحظہ ہو شرح عقاید اس میں صاف طور پر مرقوم ہے الاشراك هو اثبات الشريك
فی الالوهية بمعنى واجب الوجود كالمجوس او بمعنى استحقاق العبادة
كالعبدة الاصنام +

ترجمہ شرک کرنے کی تعریف یہ ہے کہ الوہیت باری میں شریک قرار دیا جاوے
جیسے کہ مجوس کا عقیدہ ہے یا کسی کو مستحق عبادت قرار دیا جاوے جیسے کہ بُت پرست

بتوں کو قرار دیتے ہیں۔ پس معلوم ہؤا کہ مدار شرک صرف تعدّد الٰہ پر ہے۔ کیونکہ توحید صرف وحدت خدا پر محدود ہے۔ اور سوائے اس کے توحید کے اور معنی نہیں ہیں +

(۳) حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے سے اگر شرک اسی لئے لازم آتا ہے کہ یہ خدا کا نام مختص تھا جس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مختص کیا گیا۔ تو اس کے جواب میں مختصراً عرض یہ ہے کہ خداوندکریم نے خود حضرت صلعم کو رؤف و رحیم کے نام سے یاد کیا ہے۔ اب شرک کو کہاں رکھا جاویگا +

ہاں صرف فرق اتنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم علم غیب بالذات اور قدیم نہیں کہلا سکتا۔ لیکن عالم جمیع اشیا تھے۔ مختصراً ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا اور وہ جناب صلعم عالم جمیع اشیا تھے اور اس طرح کا اعتقاد رکھنا کوئی کفر نہیں ہے۔ بلکہ جو کہے کہ ایسے اعتقاد رکھنے والا کافر ہے، وہ خود کافر ہے۔ اور قابل قتل +

وجہ یہ کہ حضرت ؐ کے اوصاف کاملہ میں سے ایک صفت علم غیب کی بھی ہے، اور جو شخص اُن کی صفات میں سے ایک کو کم کرے گویا اُس نے حضرت کے فضائل میں تنقیص کی۔ اور جو تنقیص شان نبوی کرے وہ قابل قتل ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب شفا۔ کہ اگر کوئی شخص حضرت کی شان کو کم کرے خواہ اُس کا ارادہ مذمت اور سب کا نہ بھی ہو۔ تاہم بھی وہ شخص واجب قتل ہے اور کافر +

اب صرف اختلاف اس امر میں رہا کہ بعض جگہ قرآن و احادیث میں اثبات علم غیب ہے اور بعض جگہ نفی علم غیب +

ان میں تطبیق کوئی مشکل امر نہیں۔ مَیں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ اس میں تطبیق اس

طرح ہے کہ جہاں نفی ہے وہاں مراد علم غیب بالذات و بالاستقلال سے ہے۔ جو خاصہ خدا ہے۔ اس لئے فرق ظاہر ہے ❖

نیز احادیث میں جو اختلاف نفی و اثبات ہے اس کا اس اصول سے معاملہ صاف ہو جاویگا۔ کہ اذا تعارض النفی والاثبات فالاثبات اولی یعنی جب نفی و اثبات متعارض ہو جاویں تو حدیث اثبات کو لینا انسب و اولے ہے۔ فافہم وتفکر ❖

اس مختصر تمہید کے بعد میں اب اصل مضمون کی طرف منعطف ہوتا ہوں۔ فی الحقیقت یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ہمارے **نبی عربی** صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب اور علم جمیع اشیاء اور علم ماکان وسیکون حاصل تھا۔ اُمید ہے کہ میرے برادران ہم مشرب میرے اس مضمون سے حظ وافر اُٹھائینگے۔ ہاں نکتہ چین اصحاب ظاہر کی اور میری حالت مساوی نہیں اس لئے اگر وہ کچھ اعتراض کریں تو اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ ہمارا مقصود بحث نہیں بلکہ جتانا ہے، اور بس۔ ایسے اعتقاد پر ہمیں کوئی اگر الزام دے تو ڈر نہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد عین ایمان ہے ؎

یالائمی فی الھوی العذری معذرۃً

منی الیک ولو انصفت لم تلم

ترجمہ ؎

اے کہ در عشقم ملامت میکنی معذور دار

گر ترا انصاف باشد عذرم آری از کرم

(۱) سب سے اول میں ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو ہر روز

صاحب صلوٰۃ یعنی نمازی شب و روز کی نمازوں میں علاوہ تہجد و اشراق کے کم از کم ۱۷ دفعہ اس کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ تشہد ہے یعنی التحیات کی عبارت۔ اس عبارت کے ضمن میں دنیا میں تمام مسلمان نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یاد کرتے ہیں اور آج تک صدہا سال سے برابر اس کا رواج رہا اس کی اصلاح نہ کی گئی۔ کیوں غائب کا صیغہ تبدیل نہ ہوا۔ کیوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علمائے امّت نے اس کی ترمیم نہ کی +

صاحب نہر الفائق شرح کنز الدقائق لکھتے ہیں:۔

لابُدّ ان یقصد فی الفاظ التشہد معناھا التی وُضعت لہٗ کانّہ یُحیّی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ نبیہٖ وعلیٰ نفسہ وعلیٰ اولیاء اللہ تعالیٰ ای یقصد الانشاء بھذا الالفاظ لا الاخبارُ +

یعنی فرماتے ہیں کہ التحیات میں لازمی ہے کہ اس کے اصلی معنی لئے جاویں۔ گویا کہ نماز میں بندہ نمازی اپنے خدا کی تحیت کرتا ہے اور حضرت پر سلام بھیجتا ہے۔ اور اپنے لئے اور نیز اولیاے خدا کے لئے بھی سلامتی مانگتا ہے اور اس التحیات میں مقصود سلام علے النبی سے حکایت کسی قصہ کی مقصود نہیں بلکہ انشاء ہے یعنی آیندہ کا استدعا +

یعنی التحیات واقعہ معراجی کے لئے بطور یادگار نہیں لئے گئے۔ بلکہ صرف اس سے مقصود اصلی سلام بھیجنا حضرت کی روح پاک پر ہے +

قصہ معراج کی روایت یوں ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہمراہ جبریل علیہ السلام کی طرف بھیجا۔ جب

جبرئیل نے مجھے دیکھا تو کہا السّلام علیک ایّھا النبیّ و رحمۃ اللہ و برکاتہ
میں نے کہا السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصّالحین ✤

علامہ شیخ حجر لکھتے ہیں کہ و خوطیب صلی اللہ علیہ و سلم کانہ اشارتُ
الی انہ تعالیٰ یُکشفُ لہٗ عن المصلین من اُمتہٖ حتی یکون کالحاضر لیشھدھم
یافضل اعمالھم ولیکون تذکّر حضورہٖ سببًا لمزید الخشوع والخضوع یعنی
التحیات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے مخاطب کیا گیا گویا اشارہ ہے اس
کی طرف کہ حضرتؐ پر آپ کے اُمتی مکشوف ہوتے ہیں حتّے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ
گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سامنے موجود ہیں۔ یہ امر اس لئے ہے۔ کہ آپ[1]
اُمت کے اچھے اعمال کا ملاحظہ کریں اور آپ کو اطلاع ہو جائے۔ دوم[2] یہ کہ آپ
کی یاد باعث خضوع و خشوع فی الصّلوٰۃ ہو ✤

پیارے ناظر! ایسے رسول کو عالم الغیب کہنا کفر کہاں ہے غیب
کی تعریف تو یوں ہے کہ وہ چیز ہے جو حواس خمسہ سے غائب ہو اور ہدایت عقل بھی
اُس کے لئے رہنمائی نہ کرے ✤

غیب کی دو قسمیں ہیں :-

(۱) ایک وہ کہ جس پر دلیل ہو یعنی جس پر اور جس کے لئے رہنمائی کیجائے ✤

(۲) وہ کہ جس پر دلیل نہ ہو ✤

تفسیر کبیر میں تحت آیہ یومنون بالغیب اس طرح مرقوم
ہے :-

قول الجمھور المفسرین ان الغیب ھو الذی یکون غائبًا عن الحاسۃ

تعریف غیب

ثم ھذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل والی ما لیس علیہ دلیل ✤

پھر آگے لکھا ہے فان قیل افتقولون العبد یعلم الغیب ام لا۔ قلنا قد بیّنا ان الغیب ینقسم الیٰ ما علیہ دلیل والی ما لا علیہ دلیل فھو سبحانہ تعالےٰ العالم بہ لا غیرہ۔ واما الذی علیہ دلیل فلا یمنع ان نقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل ✤

ترجمہ جمہور مفسرین کا یہ قول ہے کہ غیب وہ شے ہے جو قوت حاسہ سے غائب ہو۔ پھر یہ دو حالت پر منقسم ہے۔ ایک وہ غیب کہ جس پر دلیل ہو۔ دوسرا وہ غیب کہ جس پر دلیل نہ ہو۔ پس اگر کہا جاوے کہ انسان بھی غیب کو جانتا ہے یا نہیں تو ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ ہم نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ غیب منقسم ہے ما علیہ دلیل وما لا علیہ دلیل کی طرف۔ پھر (یہ بات روشن ہے) کہ خداوند کریم عالم بالذات ہے۔ لا غیرہ۔ اور کہ شق علیہ دلیل کی ممنوع نہیں کہ کسی خاص انسان کے لئے مخصوص کی جاوے اور ہم کہیں کہ ہمیں علم غیب بدلیل ہے ✤

پس معلوم ہوا کہ علم غیب بالذات اور بالعرض اور قدیم وحادث کا فرق جیسا کہ آگے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہے جس طرح کہ اب میں نے علم غیب بدلیل و بلا دلیل کا فرق بتایا۔ اور بقول مولٰنا رازی ایک انسان کو عالم بالغیب کہنا جائز ہے اور کوئی کفر نہیں ہے ✤

قرآن مجید میں ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ ترجمہ وہ لوگ آپ سے یا محمد صرف اس لئے دشمنی کرتے ہیں؟ کہ اللہ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دولتمند بنا دیا اپنے فضل سے ✤

دلیل نمبر ۳

کہاں ہیں وہ حضرات جو شرک سے ڈرتے ہیں، ذرا غور کریں اس آیۃ شریفہ کے مضمون پر۔ دولتمند بنانا کس کا کام ہے اور فضل کس کا ہوا کرتا ہے تفصیل سے اجمال بہتر ہے۔ صاحب فراست خود غور کریں ؛

علماے صافی الاعتقاد نے بأجمعہ یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ جہاں کہیں آپ نے (صلے اللہ علیہ وسلم) فداہ روحی علم غیب کی نفی اپنی ذات سے فرمائی۔ اس سے مراد و مقصود محض کسر نفسی جناب تھی۔ صلے اللہ علیہ وسلم ؛

مذکورہ بالا خیال میرا صرف خیال نہیں ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۶ ؛

آیہ کریمہ ذیل کی تفسیر میں قُل لَّآ اَقُولُ لَکُمۡ عِندِی خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ ؛

ترجمہ میں تم کو یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خزائن خدا ہیں اور میں غیب جانتا ہوں ؛

صاحب تفسیر اس کے بعد لکھتے ہیں وانما نفی عن نفسہ الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعاً للہ تعالیٰ واعترافاً بالعبودیۃ ؛

ترجمہ حضرت مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کی اپنی ذات پاک سے محض اس لئے نفی فرمائی کہ اُن کو بارگاہ خداوندی میں تواضع مقصود تھی اور نیز اپنی عبودیت کا اقرار ؛

صاحب تفسیر مذکور جلد دوم کے صفحہ ۵۷ تحت آیۃ ولو کنتُ اعلم الغیب یوں لکھتے ہیں۔ فان قلتَ قد اخبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن المغیبات

وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذٰلک وھو من اعظم معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینه وبین قوله ولو کنت اعلم الغیب۔ قلت یحتمل ان یکون قاله صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ سبیل التواضع والادب +

یعنی قرآن میں تو حضرت نے اس طرح کہا کہ "اگر میں غیب کو جانتا" اس پر صاحب تفسیر اعتراض اُٹھاتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ حضرت نے تو بہت سی غیب کی باتیں بتائی ہیں اور بہت سی احادیث صحیحہ اس بارے میں آچکی ہیں اور یہی تو ایک بڑا معجزہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پس ان احادیث میں اور آیتہ ولو کنتُ اعلم الغیب میں توافق کس طرح ہو سکے۔ اس کا جواب یوں ہے کہ حضرت نے ولو کنت اعلم الغیب بسبیل تواضع وادب کہا +

دلیل نمبر ۵

مسلمانوں میں علاوہ افعال فرض کے کئی فعل سنت بھی ہیں اور سنت سے حضرت کی اتباع مقصود ہوتی ہے سنّت کے کئی اقسام ہیں +

(۱) اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کو کیا تو وہ بھی سنت ہے +

(۲) کسی کام کی نسبت ارشاد فرمایا تو وہ بھی سنت ہے +

(۳) کسی شخص نے کوئی کام جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کیا اور آپ نے بعد ملاحظہ اُس کو پسند فرمایا یا منع نہ کیا تو وہ بھی سنّت ہے +

اس تمہید کے بعد ایک سنّت نبویہ کو جو نسبت علم غیب کے ہے تحریر کرتا ہوں اُمید ہے کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگی :-

ایک صحابی نے ایک قصیدہ آپ کے سامنے پڑھا اور اس میں شعر ذیل بھی تھا ؎

واشهد ان الله لا رب غیرہٗ

وانك مامون علیٰ کل غائب

ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور نیز یہ بھی شہادت
دیتا ہوں کہ اے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم تو ہر غیب کے امر پر مامون ہے ؛
اس فقرہ مامون علیٰ کل غائب کا ملاحظہ ہو کہ اس پر کیسا زور ہے۔
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اِن اشعار کو سُن کر تبسم فرمایا اور
محظوظ ہوئے ؛

اس روایت کے لئے ملاحظہ ہو عینی شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۶۸ اور قسطلانی
مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۱۸۵ - اس سے ثابت ہے کہ کل غائب شے پر آپ مامون و محیط
ہیں - آپ حجۃ اللہ تھے - کیا یہ ممکن ہے کہ نبی کے سامنے خلافِ احکام نبوت
کوئی کام کیا جاوے اور وہ منع نہ کرے - اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متصف بہ علم غیب
کہنا کفر ہے یا شرک تو کیا معاذ اللہ حضرت اس امر سے غافل رہتے اور منع نہ فرماتے
اُلٹے تبسم فرماتے - یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ؛

یہ مسلم ہے کہ قرآن کا عالم حضرت نبی عربی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی نہیں ہے
کیونکہ جس کو قرآن اُترا وہی اس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے - علماے اُمت میں آجتک
تدریس میں یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب حروف مقطعات کے ترجمہ کا وقت آتا ہے
مثلاً الٓمٓ حٰمٓ تو فرمایا کرتے ہیں اللہ و رسولہٗ اعلم بمرادہ بذالك - یہ امر مسلم
ہے کہ حضرت اعلم بالقرآن ہیں ؛

قرآن میں تمام مغیبات اور تمام معلومات اور تمام اسرار مندرج ہیں - کیا خوب

کہا ہے ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

جیسا کہ میں آگے آیات مندرج کرونگا۔ جب حضرت اعلم بالقرآن ہوئے تو لازم آیا کہ عالم بالغیب بھی ہیں ✤ (ملاحظہ ہون آیات ذیل)

کُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ قرآن میں چھوٹی بڑی سب کچھ چیزیں لکھی ہوئی ہیں ✤

کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ۔ تمام چیز کو ہم نے امام مبین میں جمع کر دیا ہے ✤

وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ یعنی کوئی دانہ کوئی پتہ کوئی خشک و تر دنیا کا نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو ✤

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔ ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا سب کچھ لکھ دیا ہے ✤

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ۔ ہم نے تم پر کتاب اُتاری یا محمد جو بیان ہے ہر شے کی ✤ پس جس شخص کی طرف قرآن اُترا وہی بیانِ ہر شے کا عالم ہو گا ✤

صاحب تفسیر اتقان آیۃ موخر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں ما من شیء فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ۔ یعنی دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں مندرج نہ ہو ✤

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیۃ ما فرطنا فی الکتاب من شئ ترجمہ ہم نے قرآن میں کسی شئے کو بغیر بیان کئے نہ چھوڑا - یوں مرقوم ہے کہ ای ما اخرنا فی الکتاب ذکر احدٍ من الخلق لکن لا یبصر ذکرہ فی الکتاب الا المؤیدون بانوار المعرفۃ یعنی ہم نے قرآن میں کسی ایک کا بھی مخلوق میں سے ذکر باقی نہ رکھا سب کچھ بیان کر دیا +

لیکن اس ذکر کو صاحبان باطن کہ جن کو نور معرفت حاصل ہو وہ معلوم کرتے ہیں +
صاحب عرائس تحت آیہ کریمہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ صفحہ ۵۳۷ پر بیان فرماتے ہیں +

وھو کتابہ المکنون وخطابہ المصون یخبر عما کان وما یکون من کل حد وکل علم - یعنی قرآن شریف وہ خدا کی پوشیدہ کتاب اور محفوظ حکم ہے جو ایسے امر سے جو ہو چکا اور جو ہو گا خبر دیتا ہے +

اب صاف ہو گیا کہ جب ہمارے حضرت اعلم بالقرآن ہیں تو وہ یقیناً عالم علم ماکان وما سیکون ہوئے - صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ دائماً ابداً +

صاحب تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ مصر میں تحت آیۃ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (ترجمہ اور سکھایا تم کو یا محمد جو تمہیں علم نہ تھا اور اللہ کا فضل عظیم ہے تم پر) اس طرح لکھتے ہیں انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ واطلعک علیٰ اسرارھما ووقفک علیٰ حقائقھما - یعنی اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور ان کی حقائق و اسرار کا واقف تم کو بنایا +

فقرہ وکان فضل اللہ علیک عظیما - قابل غور ہے یعنی علم ہر چیز سے افضل ہے

اور تمام نعمتیں اس کے آگے ہیچ ہیں۔ اور خدا نے قرآن میں عام لوگوں کو یوں مخاطب کیا کہ:۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ یعنی اے لوگو علم سے تم کو حصّہ تھوڑا عنایت ہوا ہے +

لیکن حضرت کو کہا کہ آپ کو چونکہ علم و حکمت کے تمام اسرار و دقائق معلوم ہیں۔ اس لئے خدا کا بڑا فضل آپ پر ہے صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ دائماً ابداً +

دلیل نمبر ۸

مولنا ابو البرکات النسفی تفسیر مدارک التنزیل میں تحت آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم (ملاحظہ ہو تفسیر مطبوعہ افضل المطابع دہلی صفحہ ۱۴۶) یوں فرماتے ہیں "من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب" یعنی حضرت کو علاوہ عالم امور شریعت ہونے کے تمام پوشیدہ امور کا عالم بنایا اور تمام لوگوں کے پوشیدہ بھیدوں کا واقف بنا دیا +

سبحان اللہ کیا شان نبوی ہے صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً +

دلیل نمبر ۹

صاحب تفسیر حسینی آیۂ مذکورہ کے ذیل میں ارقام کرتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ صاحب بحر الحقائق سے منقول فرماتے ہیں کہ:۔

"آں علم ما کان و ما یکون ہست کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ در شب اسرے بداں حضرت عطا فرمود۔ چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بودم قطرۂ در حلق من ریختند فعلمت بہا ما کان وسیکون +

ترجمہ۔ اس سے مراد علم ما کان و سیکون سے ہے۔ جو کہ خداوند کریم نے اپنے پیارے نبی ؐ کو شب معراج میں عطا فرمایا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ میں (صلعم) زیر عرش

تھا۔ ایک قطرۂ عرفان ومحبت میرے حلق میں گرایا گیا۔ پس بوجہ اس کے مجھے علم ماکان وسیکون حاصل ہوگیا۔ یعنی علم اُس شئے کا جو تھی اور جو ہو چکی۔ اور نیز وہ جو آئندہ ہوگی +

افضل المحققین قدوۃ المحدثین عالم ربحق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب مدارج النبوۃ وصل رویت الٰہی (ملاحظہ ہو مدارج مطبوعہ افضل المطابع دہلی صفحہ ۱۹۲) میں قصۂ معراج کو حضرت سے یوں منقول کرتے ہیں کہ" ندا آمد ادن یا خیر البریۃ ادن یا احمد ادن یا محمد فرمود پس نزدیک گردانید مرا انچو پروردگار من وچناں شدم کہ فرمود است ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۔ وپرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم۔ پس نہاد دست قدرت خود درمیانہ دو شانۂ من بے تکیف وبے تحدید۔ پس یافتم بردآں را در سینۂ خود پس داد مرا علم اولین وآخرین وتعلم کرد انواع علم را علمے بود کہ عہد گرفت از من کتمان آں را کہ باہیچکس نہ گویم وہیچکس طاقت برداشت آں ندارد جز من۔ وعلمے بود دیگر کہ مخیر گردانید در اظہار وکتمان آں۔ وعلمے بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آں بخاص وعام از امت من +

ترجمہ حضرت فرماتے ہیں مجھے آواز آئی کہ قریب ہولے تمام جہان سی بہتر۔ قریب ہو اے احمد قریب ہو اے محمد۔ حضرت فرماتے ہیں کہ بعد میں میرے پروردگار نے (خود ہی) پھر مجھے اپنے نزدیک (پیار سے) کرلیا اور مَیں اُس حال میں ہوگیا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ فکان قاب قوسین یعنی میرے میں اور میرے حبیب میں فقط فرق دو کمان کا یا اس سے کم رہگیا۔ پھر خدا نے مجھ سے کچھ بات پوچھی مَیں جواب نہ دے سکا پس خداوند کریم نے اپنے ہاتھ کو جو بے کیف اور بے تجدید تھا میرے دو شانوں کے

درمیان رکھا۔ مجھے سینے میں ایک ٹھنڈی سی معلوم ہوئی۔ پھر مجھے خداوند کریم نے علم اولین و آخرین عطا کیا۔ مجھے چند اقسام علوم خدا نے سکھائے۔ ایک تو وہ علم تھا کہ جس کی بابت مجھ سے عہد کیا کہ کسی کو نہ بتاؤں اور بغیر میرے کوئی بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسرا وہ علم کہ جس کی بابت مجھے اختیار دیا گیا خواہ اسے ظاہر کروں یا پوشیدہ رکھوں۔ تیسرا وہ کہ جس کی تبلیغ کا مجھے خاص و عام اُمت کے لئے حکم ہؤا*

پھر مولانائے مرحوم و محقق معلوم ذرا آگے چلکر اُس موقعہ پر جہاں حضرت رفرف پر عرش تک پہنچتے ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس طرح نقل کرتے ہیں:۔

"پس نزدیک شد بمن قطرہ از عرش و افتاد بر زبان من پس بچشیدم چیزے کہ نچشید ہیچ چشندہ ہرگز چیزے را شیریں تر ازاں۔ وحاصل شد مرا خبر اولین و آخرین و روشن گردانید دل مرا و پوشید نور عرش بصر مرا پس دیدم ہمہ چیز را بدل خود و دیدم از پس خود چنانکہ مے بینم از پیش"*

ترجمہ ایک قطرہ عرش سے میرے قریب ہؤا۔ اور میری زبان پر پڑا میں نے ایسی چیز کو چکھا کہ دنیا میں کسی نے اس سے بہتر چیز کا ذائقہ نہ لیا ہوگا۔ اور مجھے اولین و آخرین کی خبر حاصل ہوگئی۔ اور میرے دل کو روشن کردیا۔ اور نور عرش نے میری نظر کو ڈھانپ لیا۔ پس تمام اشیاء کو میں نے اپنے دل میں دیکھ لیا اور میں نے اپنے پیچھے اس طرح دیکھ لیا جیسا کہ آگے دیکھتا تھا*

**لطیفہ** دلیل مذکورہ میں آیۃ فکان قاب قوسین او ادنیٰ پر ایک عجیب روایت یاد آئی ہے جو خالی از دلچسپی نہیں۔ علمائے باطن رحمۃ اللہ علیہ نے

اس آیتہ کو کمالِ محبت احمدی اور قرب بارگاہ صمدی کا ایک اعلےٰ معیار قایم کیا ہے اور یوں روایت کرتے ہیں کہ عظمائے عرب و سرداران قبیلہ میں یہ دستور تھا کہ جب کسی سے دوستانہ عہد مستحکم کرنا چاہتے تو فریقین اپنے اپنے کمان لے آتے۔ اور دونوں شخص تیروں پر کمان چڑھا کر دونوں ایک دوسرے کی سیدھ میں کمان ملا لیتے ایک ہی دفعہ قبضہ پکڑتے اور ایک ہی آن تیر چلا دیتے۔ گویا اس رواج اور رسم سے یہ مقصود ہوتا اور یہ بات فیصل پاتی کہ اب ہم دونوں میں موافقت کلی اور ثبوت مستحکم ہوئی۔ ہم دونوں میں ایک کی عزت دوسرے کی عزت ہوگی اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا۔ گویا خداوند کریم نے بھی اس آیتہ سے اپنے پیارے نبی کو اپنے دوستانہ عہد کی کیفیت استحکام اس رسم عرب کو یاد دلا کر ظاہر فرمائی۔ کہ میرے حبیب تمہاری عزت اور تمہاری رضا اور میری عزت اور میری رضا میں کچھ فرق نہیں۔ فافہم وتفکر۔ فداہ روحی اُمّی وابی۔ اللھم صل وسلم علیہ تسلیماً کثیرا۔ (ملاحظہ ہو لطیفہ ہذا کے لئے تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۵۸) ❖

ایک اعتراض سابقہ دلیل سے پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر حضرت کا علم ما کان و سیکون قرار دیا جاویگا تو خدا کا علم بھی علم ما کان و سیکون ہے۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ اس کا جواب آسان ہے۔ کہ وہ اشیا جو مستحیل لذاتہا ہیں۔ اور جو ممکنات معدوم ہیں اس کا علم خداوند کریم کو ہے۔ اگر کہا جاوے کہ نہیں تو یہ سراسر کفر ہے۔ پس لازم آیا کہ خدا کا علم حاوی جمیع اشیا کو ہے جو تھیں اور جو ہونگی۔ اور نیز وہ اشیا جو ممکن الوجود ہیں خواہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ کبھی ہوئیں اور نہ ہونگی۔ پس ایسی اشیا مستحیل بالذات پر حضرت کا علم نہیں۔ حضرت کو علم اشیا ما کان و سیکون کا ہے یعنی جو گذر چکی اور جو آیندہ ہونگی

پس فرق ظاہر ہے ✦

دلیل نمبر ۱۱

واقعہ بدر سے کون آگاہ نہیں اور یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ حضرت اُمت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کی وفات اور مقام شہادت بتلایا۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا حضرت نے بدر کے دن۔ ھذا مصرع فلان ووضع یدہ علے الارض ھٰہُنا و ھٰہُنا فما مات احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلانے صحابی کے بچھڑنے اور شہید ہونے کی جگہ ہے اور آپ نے اپنے دست مبارک کو جگہ جگہ رکھ کر بتلایا پس کوئی شخص بھی اصحاب بدر میں سے سوائے فرمودہ جگہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسری جگہ پر شہید نہ ہوا ✦

اے برادر مشرب! کیا یہ علم غیب نہیں ہے؟ اگر یہ نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے یہ بات کوئی عجیب نہیں۔ اولیاے کرام نے فقط دربار احمدی کے فیضان سے صدہا کرشمے دکھاے جو عقل ظاہر بین سمجھنے سے قاصر ہے۔ جب حدیث صحیح سے یہ امر ثابت ہے کہ اولیاے کرام کو ایک خاص طاقت ایسی عطا ہو سکتی ہے۔ کہ اُن سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ جو خارج از عادت بشری ہوتے ہیں۔ تو اگر نبی کو ان سے متصف مانا جائے تو اس میں کیا تامل ہے ✦

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بخاری میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ احببتہ فکنتُ سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یُبصر بہ۔ ویدہ الذی یبطِشُ بہا۔ ورجلہ الذی یمشی بہا۔

وان سألنی لأعطینّہ +

ترجمہ ہمیشہ میرا بندہ بوجہ طاعت و بندگی میرے قریب ہوتا رہتا ہے
پھر قرب کی یہ حالت ہوتی ہے کہ میں اس اپنے بندے کو پیار کرنے لگجاتا ہوں پس
مَیں اُس کی قوت سمع بنجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی بینائی ہوجاتا ہوں
جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور
اُس کے پاؤں جس سے وہ چلتا ہے (مطلب یہ ہے کہ اس کے سب کام میری بلا رضامندی
نہیں ہوتے اور اس میں ایک خاص طاقت پیدا ہوجاتی ہے جو عام بندوں میں نہیں
ہوتی) پس ایسا پیارا بندہ مجھ سے جو مانگے اُسے مَیں دیتا ہوں +

علامہ محدث دہلوی اپنی مشہور حضرت کی سوانح عمری موسومہ بہ مدارج النبوۃ
کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیسی تمہید میں نفاست ہے۔ اس پیارے
دیباچہ کتاب پر دیباچہ دنیا قربان ہو۔ علامہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حمد و نعت
تمام مصنفین سے نرالی طرز سے شروع کی ہے۔ واقعی اس طرح کی حمد و نعت انہی کا حق ہے

**ھو الاول و الاٰخر و الظاھر و الباطن و ھو بکل شیئٍ علیم۔**

ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائے الٰہی است تعالٰے و تقدس کہ در کتاب مجید
خطبہ کبریائی خود بداں خواندہ و ہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی است
صلے اللہ علیہ وسلم کہ وے سبحانہ اورا بداں تسمیہ و توصیف نمودہ +

ترجمہ آیت کا ترجمہ صاف ہے وہ خدا اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے
اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ پھر مولٰنا فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ اسماء و کلمات اللہ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں
اور وہ خدا بلند و مقدس ہے کہ جس نے خود ان الفاظ سے اپنی بڑائی کا خطبہ قرآن میں پڑھا

لیکن یہ الفاظ نیز حضرت کے نعت و وصف کو بھی شامل ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے ان اوصاف سے حضرت کو متصف کیا ؛

پھر مولانا نے ان سب اوصاف کو حضرت کے لئے بالتفصیل الگ الگ ثابت کیا کہ حدیث میں ہے اوّل ما خلق الله نوری سب سے پہلے میرا نور خدا نے پیدا کیا۔ وغیرہ احادیث سے تمام اوّلیات حضرت کے ثابت کئے ؛

هو الآخر کو ولکن رسول الله وخاتم النبیین یعنی حضرت آخر نبیین ہوئے وغیرہ سے ثابت کیا۔ اسی طرح هو الظاهر والباطن کو بالتفصیل ثابت کر کے وهو بکل شیٔ علیم کو ذکر فرمایا ؛

اور لکھتے ہیں۔ وے صلی اللہ علیہ وسلم داناست ہمہ چیز از شیونات الٰہی و احکام صفات حق و اسما و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اوّل و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ ؛

ترجمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دانا ہیں۔ تمام چیز کے یعنی تمام افعال خداوندی و احکام صفات حق کے ماہر ہیں۔ اور آپ نے تمام علوم ظاہر و باطن اوّل و آخر کو احاطہ کر لیا۔ اور گویا ہمارے حضرت مصداق فوق کل ذی علم علیم کے ہوئے یعنی ہر صاحب علم پر ایک عالم زیادہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے حضرت تمام عالمان دنیا سے فائق ہیں۔ فافہم و تفکر ؎

یا رب صل و سلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلهم

بخاری مطبوعہ مصر جزو ثانی صفحہ ۲۸۱ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال قام فینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدأ الخلق حتی دخل

دلیل نمبر ۱۲

اھل الجنة منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذٰلك من حفظه ونسی من نسیه۔
یعنی حضرت نے ایک دن کھڑے ہو کر فرمایا اور تمام حالات دنیا تا قیام قیامت ہم کو بتلا دیئے
پس ہم کو ابتداے آفرینشِ خلق سے قیامت تک کے حالات یعنی جب کہ جنتی اپنی جگہوں
میں اور دوزخی اپنے منازل میں داخل ہونگے سب کچھ بتا دیا۔ اس بات کو جس نے یاد کر لیا
سو کر لیا جسے بھول گیا سو بھول گیا +

بخاری و مسلم میں حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (یہ صحابی
صاحبِ سر رسول اللہ ہیں حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے
اکثر روایاتِ حدیث اِن سے کیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی چالیس یوم
بعد آپ کی وفات ہوئی) اُن سے منقول ہے :۔

قام فینا رسول الله صلے الله علیه وسلم مقاماً ما ترك شیئاً یکون فی
مقامه ذٰلك الی قیام الساعة حفظه من حفظه ونسیه من نسیه۔ یعنی حضرت
ایک دفعہ کھڑے ہو کر بیان فرمانے لگے اور آپ نے اپنے بیان میں کچھ نہ چھوڑا قیامت
تک۔ یاد ہو گا جسے ہو گا اور بھول گیا ہو گا اُسے جس نے بھلا دیا +

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت
ہے (یہ صحابی بہت جنگوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔ ان کے
سر پر حضرت نے دستِ مُبارک پھیرا تھا اور دعا فرمائی تھی۔ ان کی عمر سو برس سے کچھ
اوپر تھی۔ باوجود ایں بال چند ایک سفید تھے) وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا اور درمیان میں سوائے
نماز ظہر و عصر کے اور کچھ کام نہ کیا۔ فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا

احفظه یعنی خبر دی ہم کو تمام اُن امور کی جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔ پس ہم میں سے زیادہ عالم وہ ہے جس کو زیادہ یاد ہو۔

بالتفصیل روایات ہذا کے ملاحظہ کرنے کے لئے ملاحظہ ہو مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ اور مشکوٰۃ کتاب الفتن۔

دلیل نمبر ۱۴

علامہ امام احمد قسطلانی کتاب مواھب لدنیہ باب اخبار الغیوب میں بروایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حدیث ذیل کو نقل فرماتے ہیں:-

ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائنٌ فیھا الی یوم القیامۃ کانّما انظُرُ الی کفّی ھٰذہٖ۔

یعنی خداوند کریم نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا ہے اور مَیں اُسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے اور جو اُس میں ہوگا قیامت تک اور دنیا کے تمام اطراف و جوانب میرے سامنے یوں ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔

لطیفہ اے صاحب بصیرت اس میں عجیب لطف ہے کہ ہاتھ کی کف سے کیوں تشبیہ جناب رسالت پناہی نے دی یعنی دنیا کا کُرہ بمنزلہ ایک نقشہ کرۂ ارض کے جو آج کل کے مدارس میں مروج ہے۔ خیال کرو۔ اس میں شہروں کی حد بندیاں اور سڑکیں دریا ٹھیک اسی شکل پر ہیں۔ جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی میں خط ہوتے ہیں۔ پس اس تشبیہ کف دست میں ایک خاص لطف ہے۔ جو مبنی بر غور ہے۔

دلیل نمبر ۱۵

صوفیوں کا اس مسئلہ پر نہ صرف اعتقاد ہی ہے بلکہ یہ اعتقاد اُن کی روحِ رواں ہے۔ اور اسی پر اُن کا مدار ایمان ہے۔ حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ایک طریق علامہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں ذکر فرماتے ہیں سبحان اللہ کیا

پیارا نقشہ ہے۔ حضرت کی عظمت سکھانے کا سچا سبق واقعی نہایت نفیس طریقے سے علامہ مرحوم نے سکھایا۔ فرماتے ہیں:۔

"ذکر کن او را و درود بفرست برئے صلے اللہ علیہ وسلم و باش در حالِ ذکر گویا حاضر است پیشِ تو در حالتِ حیات و مے بینی تو او را متادِب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا بدانکہ وے صلے اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بصفاتِ الٰہیہ"+

ترجمہ ایسے نبی کو یاد رکھ اور اس پر درود بھیج۔ اور بوقت درود اس طرح ہو کہ گویا جناب نبوی حاضر ہیں تیرے سامنے جیسے کہ حیات میں ہیں۔ اور تو اُن کو دیکھ رہا ہے بحالتِ ادب و تعظیم و ہیبت۔ جان اس بات کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متصف ہیں تمام صفات باری تعالےٰ سے+

عبارت بالا سے اب علم الغیب کے ماننے میں کونسا شک باقی رہجاتا ہے۔ جب کہ حضرت متصف بجمیع صفات باری ہوئے تو علم الغیب میں کونسی کسر رہی۔ قربان جاؤں ایسے نبی کے نام پر۔ انسان کا کیا زہرہ کہ اُس کی توصیف کر سکے۔ جب کہ خدا نے خود قسم اس کی کھائی جیسے کہ مَیں نے جذب الاصفیا الی فضائل المصطفےٰ میں بیان کیا (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱ دلیل نمبر ۱۳) ایک مختصر قسم خدا کی مجھے اور یاد آگئی۔ جو نہایت ہی دلچسپ ہے+

حضرت کی جان کی قسم

دنیا میں دستور ہے کہ جو چیز زیادہ مرغوب و محبوب ہو اس کی قسم کھائی جاتی ہے وہ حضرات کہ جنہوں نے عشق کی چاشنی کا مزہ لیا ہے وہ اس رازِ عشق سے بخوبی ماہر ہونگے کہ کسی کے سر کی اور کسی کی جان کی قسم کھانے میں کیا لذت قسم کھانے والے کو حاصل ہوتی ہے

اور قسم کھانے کے وقت قسم خورندہ اور جس کی قسم کھائی جاے، ہر دو کا کیا محبت میں سما

ہوتا ہے، یہ بات احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ غرضکہ باری تعالےٰ کا محبت احمدیہ میں

کسی صورت میں بھی اس سے کم غلو نہیں جو ایک سچے عاشق کے لئے ہوتا ہے۔ بیساختہ

جانِ محمد کی قسم کھائی اور فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ یعنی

اے محمد تمہاری جان کی قسم تحقیق وہ کافر یا قوم لوط اپنی گمراہی میں سرگرداں ہیں +

اے درویش! لفظ لَعَمْرُكَ پر غور کر اور دیکھ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی کیا شان ہے۔ خدا جس کی حیات اور جان کی قسم کھاے۔ اس کی

محبت اگر اعلےٰ نہ ہو تو پھر کس کی ہوگی۔ جب محبوب ہوئے تو رتبہ محبوبیت کیلئے

ہر شے سے زیبا ہے۔ علم الغیب ایسے محبوب کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔ جس

معشوق کی جان کی قسم کھائی جاے اُسے ایسے صفت، عطا کرنے میں عاشق کو

کیا دریغ ہو سکتا ہے؟ ایسے محبوب کو ہی متصف بجمیع صفات کہنا لائق

ہے۔ اللھم صل وسلم علیہ دائما ابدا +

مواھب للدنیہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ نے ایک دفعہ جناب اُمّت پناہی سے سوال کیا۔ کہ اے رسول صلے اللہ علیہ وسلم

آپ پر میری جان اور میرے ماں باپ قربان ہوں۔ سُبحان اللہ آپ کا درجہ بارگاہ ایزدی

میں اس حد تک پہنچا ہے کہ خدا نے آپ کی قسم کھائی۔ نہ صرف آپ کی حیات کی قسم

کھائی بلکہ آپ کے خاک پا کی قسم کھائی اور کہدیا کہ لا اقسم بھذا البلد وانت

حل بھذا البلد (ملاحظہ ہو حصہ فضائل نبوی صفحہ ۲۱) +

اے برادر ہم مشرب! بظاہر خاک پا کی قسم سے تو تم چونک گئے ہو گے۔ نہیں۔

درست ہے۔ جب اس شہر کی قسم کھائی کہ جس میں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھے۔ اور صرف وجہ قسم یہ بیان کی کہ آپ کا نزول اس میں ہے۔ تو اب معاملہ صاف ہوگیا کہ آخر مقیم شہر چلا پھرا تو کرتا ہے۔ اور چلنا پھرنا اسی شہر میں ہوگا۔ جب شہر کی قسم کھائی تو حضرت صلعم کے جاے پاے مبارک کی قسم بھی اس میں آگئی۔ فافہم وتفکر۔

یہ فضیلت صرف آپ کی ذات تک محدود ہے کسی پیغمبر کی جان کی قسم خداوند تبارک وتعالےٰ نے نہیں کھائی۔ حقیقت احمدیہ کو صاحبان بصیرت نے ہی کچھ سمجھا ہے۔ احد اور احمد میں فرق ظاہر ہے۔ لیکن سمجھنے والے اسے کچھ اور ہی سمجھے ہیں۔ قول حسان بن ثابت بھی اسی مماثلت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ "فذو العرش محمود وھذا محمد یعنی صاحب عرش (خدا) محمود ہے۔ اور ہمارے نبی محمدؐ۔ محمود اور محمد کا اشتقاق ایک ہے۔ جو صاحب تھوڑے سے علم صرف سے واقف ہونگے ان پر اس کا لطف ظاہر ہے۔ اللّٰھمّ صلِّ وسلم علیہ دائمًا ابدًا۔

مولٰنا جلال الدین انموذج اللبیب میں لکھتے ہیں کہ "آنحضرتؐ کو سوائے اُن پانچ چیزوں کے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور سب اشیا کا تمامہ علم کامل عطا کیا گیا" پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ "اُن اشیاء خمسہ کا علم بھی جناب نبوی کو عطا کیا گیا۔ مگر حکم ہوا کہ آپ اُسے ظاہر نہ کریں"۔

پس اشیاء خمسہ کا علم اُن علوم میں سے جو معراج میں عطا ہوئے۔ نمبر ۲ کی قسم کا علم ہے جس کا ذکر میں نے حدیث معراج میں کیا ہے (ملاحظہ ہو دلیل نمبر ۱ کتاب ہذا)۔

عینی شرح بخاری جلد اول صفحہ ۳۳۲ میں مرقوم ہے "قال القرطبیُّ لا مطمع لاحدٍ فی علم شیٔ من ھذہ الامور الخمسۃ لھذا الحدیث وقد فسّر النبیُّ

دلیل نمبر ۱۰

دلیل نمبر ۱۱

صلے اللہ علیہ وسلم قول اللہ تعالیٰ وعندہٗ مفاتح الغیب الخ ھٰذہ الخمس قال فمن ادّعیٰ علم شیٍٔ منہا غیر مستند الی الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کان کاذبا۔ یعنی قرطبی کہتا ہے کہ کوئی بھی ان امور خمسہ کے علم کا دعوے نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس بارہ میں خواہش ظاہر کر سکتا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آیہ وعندہٗ مفاتح الغیب کی ان اشیاء خمسہ سے تفسیر کی ہے۔ اور پھر قرطبی کہتا ہے کہ ہاں اگر سوائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور شخص مدّعی علم اشیا خمسہ کا ہوگا۔ تو وہ کاذب ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیا کا اور ان پانچ چیزوں کا علم بھی تھا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ۔

دلیل نمبر ۱۰

مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن فصل ثانی کے شروع میں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال واللہ ما ادری النسی اصحابی ام تناسوا واللہ ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قائدِ فتنۃٍ الیٰ ان تنقضی الدّنیا یبلغ من معہ ثلٰثمائۃٍ فصاعداً الّا قد سمّاہ لنا باسمہٖ واسم ابیہ رواہ ابو داؤد۔

ترجمہ۔ فرمایا حضرت حذیفہؓ نے قسم ہے خدا کی مجھے معلوم نہیں کہ میرے دوست اس واقعہ کو بھول گئے یا جان کر فراموشی ظاہر کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنہ انگیز کا حال قیامت تک بے بیان کئے نہیں چھوڑا۔ خواہ اس کی معیت تین ۳۰۰ سو کے ہمراہیوں کی ہو یا زیادہ۔ حتےٰ کہ ہمیں اس شخص کا نام اس کے باپ کا اس کے خاندان کا پتہ بتا دیا۔

اب بتائیے کہ رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا باقی چھوڑا ہے پیارو دوست کیا اب بھی تم کو علم غیب کے ماننے میں کسی قسم کا شک باقی رہا ہے۔ میں اپنے پاس سے نہیں کہتا احادیث کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ماننا اور نہ ماننا تمہارے اختیار رہے بالخصوص اس مسئلہ کے نہ ماننے کا خیال حضرات اہلحدیث کو زیادہ ہے اور وہی اس کا پارٹ زیادہ لیتے ہیں۔ سوائے اصح الکتب بخاری اور مشکوٰۃ کے کسی غیر حدیث کو نقل نہیں کیا گیا حدیث کی تمام معتبر کتب اس دعوے کی تائید میں ہیں +

اس جگہ میں اپنے ہم مشرب پنجابی احباب کی محظوظیت کے لئے قصیدہ پنجابی موسوم بہ نظم مقبول لعلم غیب الرسول کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ امید ہے کہ بعد مطالعہ احقر کو دعائے خیر سے یاد کیا جاویگا +

## نظم مقبول لعلم غیب الرسول صلعم

اول حمد خداوند تائیں جو صفتاں دا والی — کن فیکون ارادے والا وہم خیالوں عالی

کل پیغمبر مرسل سارے راہ ہدایت کارن — بھیجے دنیا اندر سارے لوگ منے بھلجاون

پچھوں نور قدیم محمد افسر سب رسولاں — ختم نبوت کارن آیا۔ توڑے کفر جھولاں

چارے تھم شریعت سندے چارے یار نبی دے — وچہ خلافت چار برابر رکھیں صاف عقیدے

طٰہٰ تے یٰس مزمل کی کجھ صفت سناواں — عزیز، رؤف، رحیم کہاوے ہیں بھارے دا جاں

مغنی اس نوں آپ الٰہی وچہ قرآن بلاوے — منکر احمد دوہیں جہانیں بیٹھا گھاٹا پاوے

شوق محبت احمد کارن آپ خدا فرماوے — ایس نبی دا دل دکھاون ہرگز اساں نہ بھاوے

اُچی کدھو پاک محمد اگے جے آوازاں — بھاویں متھے سو پے رگڑو کم نہ آن نمازاں

جامع صفت الٰہی والا اوہ محبوب الٰہی ۔۔۔ اِکو مَیں نہ آکھاں اُسنوں سبھّو کہے لوکائی

عزیز۔ رؤف۔ رحیم نبی نوں وِچ قرآن بلاوے ۔۔۔ اِنہاں صفتاں وِچ رلا کے سارا شرک گھماوے

اِس آیت نوں پڑھ کے بھائی شرک خیال نہ آوے ۔۔۔ علم الغیب جی آکھے کوئی لگ دے وگاڑا جاوے

علم الغیب محمدؐ تائیں اس وِچ شک نہ پایئیں ۔۔۔ کر کر شرک دِلے وِچ سجناں نہ ایمان گنوایئیں

اوہ محمد پاک رسولاں رب اُہنوں فرمایا ۔۔۔ منگ جیبا جو کجھ چاہیں شوق دِلے نوں آیا

اس نوں علم لدنی والے دِتّے رب خزانے ۔۔۔ دھر درگاہ دا رڈیا ہو یا رتبہ کی پچھانے

علم الغیب عنایت ہویا بحرا خاص خیال بُو ۔۔۔ ماکان سیکون والا ہوندا باجھ حساب بُو

آپ محمد فخر رسولاں شک نہ ور ڑے سبھے ۔۔۔ کل زمیناں نظری آون وانگ تلی بیری اگّے

اہل حدیث کہا کے بھائی مکھ حدیثوں موڑیں ۔۔۔ مسلم تے مشکوٰۃ۔ بخاری انویں بیٹھا پھولیں

انہاں وِچّوں سب کجھ ملسی جے تعصب توڑیں ۔۔۔ ایس درگاہ دِل نال عقیدت جی نوں واگاں موڑیں

محمد امین، اندرابی آکھے سنی نصیحت میری

شوق محبّت احمدؐ باجھوں ماریں اگّی بیڑی

دلیل نمبر ١٩

مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ۔ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ کی فصل سوم میں معاذ بن جبل سے روایت ہے۔ اور جو حدیث صحیح ہے۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مسجد میں دیر سے آنے کی وجہ اور رویت اللہ کا ذکر فرمایا۔ اور نیز اس امر کا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں میں یدِ قدرت پیار سے رکھا گیا۔ جس سے ایک خاص قسم کی ٹھنڈک حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محسوس ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ بمجرد اس سردی کے پہنچنے کے اور ہاتھ کے لگنے کے میری یہ حالت ہوئی کہ فتجلی لی کلّ شیءٍ و عرفتُ۔ یعنی تمام شے معلومات وغیرہ مجھ پر ظاہر و روشن

ہوگئیں اور مَیں نے اُن کا علم حاصل کر لیا +

مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ کی فصل ثانی میں عبدالرحمن ابن عایشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعنہا سے روایت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں نے اپنے پاک پروردگار کو ایک پیاری صورت میں دیکھا۔ الیٰ آخر الحدیث +

اسی حدیث میں آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم نے میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھا۔ پس مجھے سردی معلوم ہوئی۔ پھر بعد ازیں فرماتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم **فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض**۔ یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں تھا وہ سب مجھ کو معلوم ہو گیا اور اس سے مجھ کو علم حاصل ہو گیا +

فقرہ حدیث ما فی السمٰوٰت والارض حرف ما موصولہ ہے اور جو بمعنی الذی ہے یعنی جو کچھ کہ ممکنات و موجودات سے خداوند کریم نے مخلوق کیں۔ خواہ وہ زمرۂ عجائبات دنیا میں سے ہوں یا ظہورات فلکی سے۔ نظر سے غائب ہوں یا حاضر۔ غرض جو کچھ کہ زمین و آسمان کی موجودات ہیں سب کا علم ہمارے نبی اکرم کو حاصل ہو گیا۔ جس کی روایت خود آپ نے اپنی لسان رحمت نشان سے فرمائی +

مولانا شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ** میں اسی کے متعلق یوں فرماتے ہیں ”پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و در زمین ہا بود و ایں عبارت است از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ آں“ یعنی فرمایا حضرت نے کہ میں نے زمین و آسمان کی موجودات کو جان لیا۔ اور اس کے بعد شیخ صاحب اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت کو تمام علوم جزوی و کلی معلوم تھے۔ اور ان پر احاطہ اور ادراک تھا +

دلیل نمبر ۲

صاحب فراست کے لئے! علم غیب کا مان لینا اب کچھ دشوار نہیں۔ ایک مختصر بات ہے۔

جب ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ ہمارے حضرت مرسل ہیں۔ تو لازماً اس امر کا یقین بھی فرض ہے کہ وہ صلے اللہ علیہ وسلم صادق تھے (بلکہ آپ مصدق بھی تھے فداہ روحی) اگر اب اس امر کو نہ مانا جاوے تو مذہب اسلام کو سرے سے ہی خیرباد کہنا پڑیگا*

پس جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم صادق ہیں تو آپ کا یہ فرمانا بھی صحیح ہے کہ مجھے تمام آسمان و زمین کی چیزوں کا علم ہو گیا، اور اس میں شک کرنا سراسر کفر و ضلالت ہے۔ پس صاحب بصیرت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کہا۔ اللھم صل وسلم علیہ*

دلیل نمبر ۱۲

مشکوٰۃ باب الفتن فصل ثانی میں ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ (یہ آنحضرت صلعم کے خریدشدہ غلام تھے کہ جن کو بمجرد خرید حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد فرمایا اور آپ کے ساتھ جناب ثوبان رضی اللہ عنہ اکثر سفر و حضر میں رہے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۴ھ ہجری میں ہوا) سے روایت ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سیکون فی امّتی کذّابون ثلٰثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیّن لا نبی بعدی"

ترجمہ میری اُمت میں میرے بعد تیس ۳۰ کذاب (جھوٹے) ہونگے ہر ایک کا ان میں سے یہ خیال و دعوےٰ ہوگا کہ وہ پیغمبر ہے، حالانکہ میں خاتم نبوت ہوں۔ اور کوئی نبی میرے بعد ہرگز نہ ہوگا*

سُبحان اللہ! کیسی معجزنما تقریر ہے۔ ایک طرف تو آپ نے ایسے لعینوں کے وجود کی خبر دی کہ میری اُمت میں ایسے مردود ضرور ہونگے جو دعوےٰ پیغمبری کرینگے۔ اور ایک طرف خاص تعداد آپ نے مقرر فرمائی۔ اے جان برادر! یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے

کہ اتنی مدت پیشتر ایسے مردود وجودوں کی آپ نے اپنے صالحین اُمت کو خبر دیدی -

فداہ روحی اُمی وابی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ +

مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ثانی میں مشہور حدیث ہے کہ " الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملکاً " اس حدیث میں حضرت نے ایک بڑے مہتم بالشان امر کا دو لفظوں میں فیصلہ فرمایا! کیا یہ علم غیب نہیں - آپ نے کھلے لفظوں میں کہدیا کہ خلافت میرے بعد صرف تیس ۳۰ برس ہے - پھر سلطنت ہوگی اور دنیادارانہ روش خیال اُلوہیت اور خیال حکومت دو الگ چیزیں ہونگی - نفسانیت کا بازار گرم ہوگا - اب خیال فرما کر حساب کر لیا جاے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس ۳۰ سال ہی خلافت رہی +

## تفصیل خلافت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت دو ۲ سال +

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ دس ۱۰ سال +

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ بارہ ۱۲ سال +

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ چھے سال + کل میزان تیس سال

اب کہئے یہ علم غیب نبی نہیں تو اور کیا ہے - گویا حضرت نے خلافتِ صحابہ کی مدت کے بیان کرنے کے علاوہ دوسری بادشاہت کا خاکہ بھی بتا دیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ +

مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن فصل ثانی میں نیز حضرت نے اپنے بعد واقعات کا خطرہ بیان فرمایا - اور کہا کہ " اخاف علی امتی الائمۃ المضلین " مجھ ابنی

اُمت کا خوف ہے کہ اُن کو گمراہ سرداروں سے تکلیفیں پہنچینگی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی تفسیر کی ضرورت نہیں۔ وہ اصحاب کہ جن کو مطالعہ کتب سیر و تاریخ کا شوق ہے۔ اُن پر واضح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں پر کیا کیا واقعات پیش آئے! اور کیا تلواریں چلیں۔ انہی ڈراونے منظروں کو حضرت علیہ التحیۃ والسلام نے بالکنایات اپنے الفاظ میں ظاہر فرمایا۔ جن کا اعادہ خارج از بحث ہے۔ اور موجب بے مزگی خاطر اولوالالباب۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ؁

قصیدہ بردہ میں علامہ اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے ذیل کے شعر مسئلہ علم الغیب کے سمجھنے کے لئے نہایت موزوں ہیں ؎

یا اکرم الخلق ما لی من الوذ بہ ۔۔۔ سواک عند حلول الحادث العمم

ولن یضیق رسول اللہ جاھک بی ۔۔۔ اذا الکریم تجلی باسم منتقم

فان من جودک الدنیا وضرتہا ۔۔۔ ومن علومک علم اللوح والقلم

## ترجمہ ؎

از کریمے از رسولاں من ندارم ملجئے ۔۔۔ جز تو چوں آید قیامت یا بود ہول تمم

یا رسول اللہ حاجت تنگ می آید بمن ۔۔۔ چوں کریمے انتقام آرد با رباب نقم

شمۂ از جود تو دنیا بود ہم آخرت ۔۔۔ وز علومت در دو عالم علم لوح است و قلم

ترجمہ۔ اے جہان سے بزرگ و بہتر میرا سوائے تیرے کوئی نہیں کہ جس کے پاس میں حوادث زمانہ یا ہول قیامت سے پناہ لوں ؁

یا رسول اللہ آپ کا مرتبہ مجھ جیسے گنہگار کی شفاعت کی وجہ سے کچھ گھٹ نہ جائیگا جب کہ ایک کریم منتقم کے نام سے ظاہر ہوگا ؁

اے رسول منجملہ آپ کی نوازشات کے دنیا و عاقبت ہے یعنی دونوں جہان آپ
کے دستِ سخا کا ایک کرشمہ ہے۔ اور یہ سب کائنات آپ کی عنایات کا ایک جزیا شمہ۔
اور آپ کے علوم غیر متناہیہ کا ایک جزء علم لوح و قلم ہے +

واقعی اشعار بالا کو صوفیائے کرام کی جان کہا جائے تو بجا ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ
کہ لوح و قلم میں حسب آیۃ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ
فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ سب ممکنات اشیا دنیادی و سماوی وغیرہ کا علم مسطور و محفوظ
ہے۔ اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ تمام اشیا کے حالات لوح محفوظ میں محفوظ ہیں۔ اب
جائے غور یہ امر ہے کہ ایک علامہ جلیل القدر اسی لوح محفوظ کے علم کو حضرت کے دریائے علم کا
ایک قطرہ بتاتا ہے۔ اور پکار کے کھلے میدان میں کہتا ہے کہ علم لوح و قلم حضرت کے
علوم کی ایک جز ہے +

کیسی شرم کی بات ہوگی کہ علمائے قدیم تو لوح و قلم کے علم کو حضرت کے
علوم کے ایک ذرہ سے مثال دیں اور آج کل کے خشکیہ ظاہر بین حضرت کو معاذاللہ
معلومات عامہ میں معذور خیال کریں۔ افسوس ہے ایسی سمجھ پر +

مُلّا علی قاری زُبدہ شرح بُردہ میں انہی اشعار کے ضمن میں یوں لکھتے ہیں کہ
مُصنف نے علم لوح و قلم کو حضرت کے علوم کا جزو کیوں کہا وجہ یہ کہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کے علوم بہت سے اقسام کے ہیں :۔

(۱) علوم کُلّیہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم (۲) علوم جزئیہ (۳) علوم حقائق اشیا
(۴) علوم اسرار خفیہ (۵) علوم عوارف و معارف جو محض متعلق بذات و صفات باری تعالیٰ
ہیں۔ پس لوح و قلم کا علم جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان بے انتہا علوم کی سطور

میں سے ایک سطر اور آپ کے علوم کے بے تہاہ دریاؤں میں سے ایک چھوٹی سی نہر

یہ تو خیر! باوجود اینہمہ لوح وقلم کا وجود بھی تو صرف حضرت کے وجود ہی کی برکت سے ہے

اگر آپ کا وجود باجود نہ ہوتا تو لوح وقلم افلاک کب ہوتے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

وہ نہ ہوتے تو کب جہاں ہوتا　　جلوہ جو حق کا ہے نہاں ہوتا

**تنبیہ** جان برادران سب باتوں کو محض اعتقادی فرضیات خیال نہ کرلینا

ہر بات میں ہٹ اچھی نہیں۔ مَیں نے مستند کتب سے ان کو اخذ کیا ہے۔ اپنے پاس

سے گھڑت نہیں کی گئی۔ کتاب بدأ الخلق بخاری شریف۔ اور مسلم کتاب الفتن۔ اور

مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الشراط الساعہ۔ باب تغیر الناس کا مطالعہ کرو کہ جناب نبی

عربی نے کن غرائب و نوائب مستقبلہ کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر اگر تسلی نہ ہو۔ تو خدا حافظ +

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے **علم غیب** کا مسئلہ حسب دلیل ہائے مذکورہ صرف

اعتقادی ہی نہیں رہا۔ بلکہ نص صریح و احادیث صحیحہ ثابت ہوچکا۔ اور یہ سب بحث

**علم غیب نبوی** بعد از نبوت کی تھی۔ اب رہا یہ امر کہ ہمارے **نبی عربی** کو **علم غیب**

**قبل نبوۃ** کا حصول بھی ممکن و جائز ہے یا نہیں۔ علمائے ربانی و صوفیائے نورانی اس بات

کے قائل ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کا علم غیب ہونا ممکن ہے۔ اور اس

اعتقاد کو دو دلائل ہائے ذیل پر محدود کرتے ہیں:۔

اول حدیث میں مروی ہے کہ کُنْتُ نبیاً وکان الآدم فی الماء والطین

یعنی مَیں نبی تھا اور حضرت آدمؑ ابھی پانی اور مٹی میں ہی تھے۔ یعنی حضرت کا وجود باجود

تو درکنار یعنی آپ نبی تھے جب کہ حضرت آدم کا پتلا تیار نہ ہوچکا تھا +

ایک اور حدیث مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے

دلیل نمبر ۲

فصل دوم میں ہے "عن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متٰی وجبت لک النبوۃ قال وادم بین الروح والجسد رواہ الترمذی"
یعنی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم
سے سوال کیا کہ نبوۃ آپ کے لئے کب واجب و متحقق ہوئی حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کہ
آدم علیہ السلام کا وجود روح وجسد میں تھا اور ابھی تیار نہ ہو چکے تھے۔ اس حدیث کو
ترمذی نے بھی بیان کیا ہے +

ان حدیثوں سے صاف ثابت ہے کہ ہمارے نبی کو درجہ نبوت قبل از بعثت
و نبوت دنیاوی حاصل تھا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ نبیؐ کو علم غیب کا حصول ممکن و جائز ہے
اب یہ نتیجہ صاف ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی قبل از بعثت صاحب علم الغیب
تھے صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ +

دوم یہ اصول مسلمہ ہے کہ تمام انبیاء صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین معصوم از صغائر و
کبائر بالعمد ہوتے ہیں۔ بلکہ ولادت سے ہی ایک معنی سے متصف بولایت ہوتے
ہیں۔ نہ صرف مادرزاد ولی بلکہ اُن کی ولایت دیگر اولیائے کرام سے زیادہ قوی ہوتی
ہے۔ اور یہ امر صاف ہے۔ کہ جب قبل از نبوت بھی انبیا متصف بولایت ہیں تو ایسی صفت سے
اُن کا متصف ہونا کوئی محال نہیں +

اولیائے کرام کے متعلق مولنا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس کے صفحہ ۲۴۹
میں یوں رقام فرماتے ہیں:۔

کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میفرمود کہ حضرت عزیزان
علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چوں سفرہ الیست و ما مے گویم

فصل دوم میں ہے "عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد رواہ الترمذی"
یعنی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم
سے سوال کیا کہ نبوۃ آپ کے لئے کب واجب و متحقق ہوئی حضرت ؐ نے فرمایا کہ جب کہ
آدم علیہ السلام کا وجود روح وجسد میں تھا اور ابھی تیار نہ ہو چکے تھے۔ اس حدیث کو
ترمذی نے بھی بیان کیا ہے ٭

ان حدیثوں سے صاف ثابت ہے کہ ہمارے نبی کو درجہ نبوت قبل از بعثت
و نبوت دنیاوی حاصل تھا یہ بات امر مسلمہ ہے کہ نبی کو علم غیب کا حصول ممکن و جائز ہے
اب یہ نتیجہ صاف ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی قبل از بعثت صاحب علم الغیب
تھے۔ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ ٭

دوم یہ اصول مسلمہ ہے کہ تمام انبیاء صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین معصوم از صغائر و
کبائر بالعمد ہوتے ہیں۔ بلکہ ولادت سے ہی ایک معنی سے متصف بولایت ہوتے
ہیں۔ نہ صرف مادرزاد ولی بلکہ اُن کی ولایت دیگر اولیائے کرام سے زیادہ قوی ہوتی
ہے۔ اور یہ امر صاف ہے۔ کہ جب قبل از نبوت بھی انبیا متصف بولایت ہیں تو ایسی صفت سے
اُن کا متصف ہونا کوئی محال نہیں ٭

اولیائے کرام کے متعلق مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس کے صفحہ ۲۴۹
میں یوں رقام فرماتے ہیں:۔

کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میفرمود کہ حضرت عزیزان
علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چوں سفرہ ایست و ما مے گویم

چوں روئے ناخن است وہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست +

ترجمہ: یعنی خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان فرمایا کرتے تھے کہ تمام زمین اس گروہ (اولیا) کی نظر میں ایک خوان کی طرح ہے (یعنی جس طرح کہ کھانے والے شخص کی نظر بوجہ قرب دسترخوان پر حاوی ہوتی ہے) لیکن ہم کہتے ہیں (یعنی خواجہ بہاؤالدین نقشبند) کہ زمین اس کے سامنے مثل ناخن انگشت کی ہے اور کوئی شے اُن کی نظر سے غائب نہیں ہے۔ یہ خیال ایک پاکیزہ صوفیانہ خیال ہے اس کا لطف صاحب قلب سلیم کو کچھ زیادہ ہوگا +

حضرت کے متصف بعلم غیب قبل از نبوۃ کا میرا اپنا خیال نہیں سنداً علامہ مُلا عبدالعلی بحاری رحمۃ اللہ سے نقل کرتا ہوں جس کو شک ہو وہ دیکھ **مسلم الثبوت** شرح بحر العلوم کی بحث سنت صفحہ ۳۸۹ کو اس میں حسب ذیل تحریر ہے:۔

ھٰذا تمام الکلام فی بعد النبوۃ واما ما قبل فالتحقیق (وعلیہ اھل اللہ من الصوفیۃ الکرام) انھم معصومون ایضاً من الکبائر والصغائر عمداً کیف لا وھم انما یولدون علی الولایۃ وولایتہم فوقیۃ من ولایۃ الاولیاء الذین ولایتہم ماخوذۃ من ولایتہم +

ترجمہ: سبق کلام تو نبوت کے بعد کے بارے میں تھی۔ لیکن قبل از نبوت پس اس بارے میں تحقیق یہ ہے (اور اسی پر اہل اللہ صوفیاے کرام ہیں) کہ سب پیغمبر معصوم صغائر و کبائر بالعمد سے ہیں۔ یہ بات کیوں نہ ہو، کیونکہ انبیا ولی مادر زاد ہیں بلکہ اُن کی ولایت اولیا کی ولایت سے قوی ہے۔ دیگر اولیا کی ولایت انبیا کی ولایت سے ماخوذ ہے۔ جب انبیاے کرام قبل از نبوت ولی ہوئے تو صفت علم غیب محال نہیں فافھم وتفکر +

یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے ایک حدیث مشہور حسب ذیل ہے :-

مایزال عبدی یتقرّبُ الیّ بالنوافلِ حتیٰ احببتہٗ فکنت سمعہ الذی یسمع بہٖ، وبصرہٗ الذی یُبصِربہٖ، ویدہٗ التی یبطش بھا، ورِجلہ التی یمشی بھا، وان سألنی لاُعطینہٗ ۔

یعنی میرا بندہ ہمیشہ بوجہ میری عبادت کے میرے قریب ہوتا ہے، حتیٰ کہ مجھے پیارا معلوم ہونے لگتا ہے اور اُسے مَیں پیار کرنے لگجاتا ہوں۔ پس اُس کو میری محبّت اور مجھے اُس کی محبّت میں ایسی حالت خاص ہو جاتی ہے۔ اور مصداق ع

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

اور "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ" بنجاتا ہے۔ (بیچارے منصورؔ کو بھی اسی حالت کے عدم اخفانے دار کا مزہ چکھایا) جب بندہ کی حالت حسب بالا ہو جاتی ہے۔ تو خداوند کریم فرماتا ہے کہ مَیں ایسی حالت میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے مَیں اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، مَیں اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، مَیں اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا پھرتا ہے۔ ایسا میرا پیارا بندہ مجھ سے اگر کچھ بھی چاہے تو اس کا کہنا مَیں جھٹ پورا کر دیتا ہوں ۔

اے ناظر! اس حدیث کے بعد حضرت کے متصف بعلم غیب قبل از نبوۃ کے فیصلے کو تمہارے انصاف پر چھوڑے دیتا ہوں۔ جب اولیائے کرام کی حسب دلیل ہذا ما سبق یہ حالت ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ حضرت کی ولایت بدرجہ اتم اور کامل قبل از نبوت تھی تو یہ امر ماننا کچھ مشکل نہیں ہے کہ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب

قبل از نبوت بھی تھے۔ مجھے اب یہ معلوم نہیں کہ میری یہ تحریر کس حد تک معترضین کو کھٹکیگی۔ مَیں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سچے دل پر مبنی ہے اور اُس پر میرا اعتقاد ہے۔
حقیقت محمدیہ تو یہی ہے، اُڑو کھی کتاب بینی اور شے ہے، قلب سلیم کچھ اور شے ہے۔

تا ترا حالے نباشد ہمچو من

حال من باشد ترا افسانہ بیش

امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر عجیب انداز کا ہے امام موصوف علم غیب کے اعتقاد کو ایک چلتے ہوئے مصرعہ میں خوب نبھا گئے ہیں

تبارک اللہ ما وحی بمکتسب

ولا نبی علی غیب بمتہم

بس بزرگ است آں خدا وحی نبود مکتسب

ہم رسول او نیند بر علم غیبش متہم

یعنی وہ خدا نہایت بزرگ ہے اور وحی اپنے کسب و کمال سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ داد الٰہی ہے، جسے دے۔ اور اگر کسی نبی کو علم غیب سے متصف کیا جاوے تو یہ کوئی تہمت نہیں۔ بلکہ برحق ہے ✦

اب جب ایسے علامہ کے نزدیک کسی نبی کو ایسی صفت سے متصف کرنا جائز ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو بدرجہا بہتر متصف بعلم غیب ہونے کے لائق ہیں اللھم صل وسلم علیہ دائما ابدا ✦

آنحضرت کے علم غیب کے متعلق ایک قصہ گذشتہ کو جو بروایت صحیحہ

دلیل نمبر ۲۳

دلیل نمبر ۲۴

علما میں مانا گیا ہے۔ تحریر کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ حضراتِ معترضین اس منقولی مسلمہ واقعہ سے ضرور اس امر کو مان جائینگے کہ حضرت نبی کریم صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ عالم الغیب تھے۔

سنہ ۶ ہجری المقدس میں آنحضرت صلعم نے ایک سریہ (مشن) مقام موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ سریا تمام سرایا سے مشہور ہے۔ کیونکہ اس میں محاربہ مقاتلہ سخت ہوا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ آپ نے ایک مراسلہ بنام شاہِ بصرہ تحریر فرمایا اور حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ نامہ شریف بادشاہ بصرہ کو پہنچاوے۔ جب حارث رضہ مقام موتہ پر پہنچے۔ تو راہ میں قیصر کے طرفداروں میں سے ایک شخص مسمی شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی۔ شرجیل نے کہا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ حارث نے کہا کہ شام کا۔ پھر کہنے لگا کہ شاید تو قاصد نبوی ہے؟ کہا کہ ہاں! شرجیل نے جھٹ وہیں حارث رضہ کو شہید کیا۔ پیشتر ازیں واقعہ قتلِ قاصد کبھی نہ ہوا تھا۔ اس واقعہ کی خبر سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو از حد رنج ہوا۔ اور سب مسلمانوں کو حکم یک دم صادر فرمایا کہ اُسی مقام پر حارث رضہ کا قصاص لیں اُسی دم قیصر پر چڑھائی ہوئی۔ اور تین ہزار مسلمان اس طرف روانہ ہو گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اور ایک سفید جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دیا اور سب لشکر کو مقام ثنیۃ الوداع تک رخصت فرمایا۔ حضرت نے جاتی دفعہ یوں فرمایا کہ "اے مسلمانو! تمہارا سپہ سالار زید[1] بن حارثہ رضہ ہے اس کی شہادت کے بعد جعفر طیار[2] ابن ابی طالب رضہ۔ ان کے بعد عبد اللہ[3] بن رواحہ رضہ ان کی شہادت کے بعد کوئی مسلمان حسب پسند چن لینا۔"

اے جانِ برادر! کیا یہ علم غیب نہیں کہ اسی طرح بعد میں واقعہ ہوا۔ اور اسی ترتیب سے شہادت ہوئی۔ صحابیوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق سب سے آخر

سپہ سالار کیا۔ اور آپ کے ہاتھوں ہی فتح ہوئی۔ جائے غور ہے کہ ایک مسلمان آخری سے کہ جس طرح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، کام پھر آگے نہ بڑھا یعنی حضرت صلعم کی ترتیب امارت کے مطابق معاملہ جنگ فیصلہ ہو گیا +

القصہ جب لشکر اسلام مقام مَعَان پر پہنچی تو شرجیل نے سنکر خوب لشکر جمع کی اور اپنے بھائی شَدُوس کو معہ پچاس آدمیوں کے جاسوسی کے لئے روانہ کیا۔ مسلمانوں نے اُسے دیکھ لیا اور وہ قتل ہُوا۔ اس کے ہمراہی واپس بھاگے اور قلعہ میں پہنچکر شرجیل کو خبر کی، اُسے بہت فکر ہُوا۔ اور ہرقل کی طرف اپنا دوسرا بھائی روانہ کیا۔ وہاں سے بہت سی لشکر آگئی۔ چند قبائل عرب بھی اُس کے ساتھ اور مل گئے۔ کُل مجمع ایک لاکھ کا ہو گیا۔ جب مسلمانوں کو اس فوج کثیر کا پتہ ملا۔ تو مقام مَعَان پر توقف کیا۔ اور سوچنے لگے کہ اور مدد منگوائی جاوے۔ عبداللہ بن رَوَاحہ رض نے حوصلہ بڑھایا۔ آخر تلاقی طرفین ہوئی۔ اور سب سے پہلے سپہ سالار زید علم سفید لئے میدان میں آئے، حتےٰ کہ تیروں سے شہید ہوئے۔ پھر جعفر طیار بن ابی طالب میدان میں نکلے آپ پیادہ لڑتے رہے۔ آپکا دایاں ہاتھ کٹ گیا پھر بایاں ہاتھ۔ آپ برابر تلوار چلاتے رہے، حتےٰ کہ شہید ہوئے۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہ۔ آپ کو زخم اس قدر تھے کہ تمام بدن سیف و سناں کے زخموں سے پُر تھا ۸۰، ۹۰ زخم تلواروں کے اُوپر کے حصّہ بدن پر تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد سپہ سالار عبداللہ بن رَوَاحہ ہوئے۔ سُبحان اللہ آپ کی عجیب حالت تھی۔ تین دن طعام نہ کھایا تھا۔ بعد تین دن کے آپکے بھتیجے نے آپ کے لئے گوشت تیار کر کے آگے رکھا کہ وہیں خبر جعفر طیار کی ملی۔ فی الفور چھوڑ میدان میں پہنچے۔ آخرش بعد جنگ بسیار کے شہید ہوئے

پھر سب مسلمانوں نے بالاتفاق جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور آپ نے اُسی لشکر سے جو کچھ ہمت ہار چکی تھی ایک نمایاں فتح حاصل کی ؎

ایک عجیب بات قابل ذکر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تمام واقعہ کو مسجد مدینہ میں بیٹھے ہوئے تمام مسلمانوں کو بتایا۔ کبھی زور سے کہا کہ " وہ حارث نے علم اُٹھائی"۔ اور کبھی زور سے پکارا کہ " اے لوگو دیکھنا تلوار سیف اللہ نے اٹھائی" کیا یہ علم غیب نہیں کہ اتنی دُور مسافت سے مسجد میں بیٹھ کر حضرت نے تمام مسلمانوں کو زور سے پکار کر کہا کہ دیکھو میدان جنگ کا یہ حال ہے اور اب یہ ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مدارج جلد دوم مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۲۳۷ کہ جس میں علامہ محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں :-

"در اخبار وارد شدہ کہ چوں سپاہ اسلام بالشکر کفار در مقاتلہ ایستادند در انوقت حضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ نشستہ بودند و حجابہا از نظر آں سرور برداشتہ بودند و حال اہل موتہ در نظر انور داشتہ چنانچہ جنگ گاہِ ایشاں را معائنہ مے دید و با اصحاب فرمود۔ زید بن حارثہ علم برداشت و شہید شد۔ بعد ازاں جعفر گرفت و شہید شد۔ بعد ازاں ابن رواحہ برداشت شہید شد ایں سخن میفرمود و آب از چشمانِ شریفا و رواں مے شد۔ انگاہ فرمود بعد ازاں شمشیرے از شمشیر ہائے خدا یعنی خالد علم گرفت و فتح بردستِ او حاصل شد۔ ازاں روز خالد را سیف اللہ لقب شد رضی اللہ عنہ۔ و فرمود شیطان در نظر زید حیات را بیار است و میخواست کہ در انوقت دوستی زندگانی را در دل وے مکروہ سازد۔ زید با شیطان گفت کہ ایں وقتے است کہ ایمان در دلِ مومن کامل و ثابت و راسخ مے باید نو آمدہ کہ حیاتِ دنیا را بمن دوست گردانی پائے پیش نہاد

وجنگ مے کرد تا شہید شد۔ الیٰ آخرہٖ +

ترجمہ۔ حدیث میں مذکور ہے کہ جب سپاہ اسلام لشکر کفار سے بالمقابل ہوئی اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مدینہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تمام پردے اُس وقت حضرت کی آنکھ کے آگے سے اُٹھے ہوئے تھے اور تمام حال اہل موتہ کا پیش نظر تھا چنانچہ اُن کا رزم گاہ معاینہ فرما رہے تھے۔ اور اصحاب سے کہتے تھے کہ "لو زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور شہید ہوا۔ پھر جعفر نے علم لیا اور شہید ہوا۔ بعد ازاں ابن رواحہ نے علم اُٹھایا۔ اور شہید ہوا"۔ حضرت یہ بات کہتے جاتے اور آنسو چشمانِ مبارک سے جاری تھے اُس وقت پھر حضرت نے فرمایا کہ "اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا اور فتح اس کے ہاتھ پر حاصل ہوئی"۔ اُسی روز سے خالد کا لقب سیف اللہ ہوا۔ رضی اللہ عنہ +

نیز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے زید کی نظر میں زندگی کو آراستہ کیا۔ اور یہ خواہش کی کہ زندگی کی دوستی اُس کے دل میں عجیب معلوم ہو۔ زید نے شیطان کو کہا کہ یہ ایسا وقت ہے کہ ایمان مومن کے دل میں ثابت اور کامل و راسخ ہونا چاہئے ای مردود تو اس وقت اس لئے آیا ہے کہ زندگئے دنیا کو تو مجھے دوست دکھلائے (شیطان کو یہ کہکر) زید نے قدم آگے بڑھایا ہے اور لڑائی میں مصروف ہوا۔ حتّٰے کہ شہید ہوگیا۔ رضی اللہ عنہ۔ یہاں تک علامہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا +

جائے غور ہے کہ علاوہ دیگر حالات کے حضرت نے شیطان کا حضرت زید رضہ کے پاس آنا اور اُس کا مکالمہ سب بیان فرمایا۔ کیا اتنی مسافت سے ایسی بات کا بیان کرنا جو قریب بھی عوام کو معلوم نہیں ہوسکتی۔ علم غیب نہیں ہے +

اے ناظر! اگر اب بھی علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں تم کو کچھ شک رہے

تو خدا حافظ +

ہدایت کے لئے یہ سطور بالا کافی ہونگی۔ اَللّٰھُمَّ اھدنا الصراط المستقیم +

علم غیب کے متعلق ایک معتبر روایت نقل کرتا ہوں۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے زور سے ایک آیندہ واقعہ کی نسبت خبر کی۔ جس کے وقوعہ سے پہلے اکیس سال اطلاع دیگئی۔ یہ واقعہ صلح حُدَیْبِیَّہ کی نسبت ہے۔ حُدَیْبِیَّہ، مکہ کے قریب تقریباً چھ میل کی مسافت پر ہے۔ ۶؁ ہجری میں جب صلحنامہ مرتب ہوا (قصہ طویل ہے) کفار کی جانب سے سہیل نامی شخص معہ تین اور معزز آدمیوں کے آیا۔ صلحنامہ کے لئے حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منشی کو حکم دیا۔ لیکن آپ سے سہیل نے عرض کی کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ صلحنامہ کو آپکا ابن العم علی رضہ لکھے۔ بموجب فرمان فیض ترجمان حضرت امیر علیہ السلام فداہ روحی صلحنامے کو لکھنے لگے۔ آپ نے بتانا شروع کیا۔ اور فرمایا۔ اکتب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل نے کہا، ہمیں تو رحمان کی خبر نہیں باسمك لکھا جاوے۔ تمام مسلمان بولے کہ ہم یہ نہیں لکھاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ارشاد کیا کہ لکھئے "باسمك اللّٰھُمَّ" بعدازاں جناب رسالت پناہی نے کہا کہ لکھئے "ھٰذا ما قاضی بِہٖ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" یعنی یہ تحریر اُس بارے میں ہے کہ جس کا فیصلہ حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ جناب شیر مرتضےٰ علی باصفا فقرہ بالا جب لکھ چکے۔ تو سہیل نے انکار کر دیا اور کہا کہ "ہم آنحضرت کو نہ رسول مانتے ہیں اور نہ ان کی رسالت کے قائل ہیں خدا کی قسم اگر آپ کو نبی جانتے تو زیارت خانہ کعبہ سے کیوں روکتے "محمد بن عبد اللہ" لکھا جاوے۔ جناب نبوی نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا۔

کہ بھائی جان! میں رسول اللہ بھی ہوں اور ابن عبداللہ بھی۔ آپ بن عبداللہ لکھد یجئے۔ اور لفظ رسول اللہ کاٹ دیجئے۔ اس پر جناب امیرؑ نے نہایت محبت کے جوش میں جواب دیا کہ "پیارے نبی، علی سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ تمہارے نام سے وصف رسالت کو محو کردے"۔

روایت ہے کہ اس موقعہ پر جناب شجاعت پناہی کی عشق محمدی میں عجیب حالت جنون سی ہوگئی اور اس پیارے نبی کے سچے عشق کے وجد میں آکر جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے صلحنامہ ہاتھ سے نیچے ڈالدیا اور تلوار کو ہاتھ میں لیکر پکارنے لگے کہ "کون ہے جو کہے کہ محمد رسول نہیں"۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے صلحنامہ کو لیکر فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ کہاں ہے لفظ محمد رسول اللہ۔ بعد بتلانے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود لفظ رسول اللہ کو محو فرمایا اور اس کے بجائے ابن عبداللہ لکھا گیا۔ آپؐ نے جناب امیرؑ کو تسکین دی اور فرمایا کہ اے علیؑ تم کو میرے اس واقعہ پر اس قدر رنج کیوں ہے یہ معاملہ تو خود تم پر بھی کسی زمانے میں گذریگا۔ سبحان اللہ! کیا کلام معجز نما تھی۔ ملاحظہ ہو علم الغیب اسے کہتے ہیں چنانچہ ۳۷ھ ہجری المقدس کو غزوہ صفین میں (جو کہ جناب حضرت اسداللہ الغالبؓ اور امیر معاویہ میں ہوا) آخرش صلحنامہ جب مرتب ہوا اور اس پر اس طرح لکھا گیا هٰذَا مَا صَالَحَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِب۔ امیر معاویہ نے کہا۔ کہ امیرالمومنین کا لفظ محو کیا جاوے اور لکھا جاوے علی بن ابی طالب اگر میں ان کو امیرالمومنین جانتا تو ان سے جنگ کیوں کرتا اور ان کی متابعت نہ کرتا۔ اس پر جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالے وجہہ نے فرمایا صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰه (سچ کہا

حضرت نبوی نے) پس جو معاویہ کہتا ہے وہی لکھدو۔ اس واقعہ کے مفصل ملاحظہ کے لئے دیکھو کتاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ فخر المطابع دہلی +

اس واقعہ تاریخی پر غور کرنے سے آنحضرت کے متصف بعلم غیب ماننے میں کوئی کلام باقی نہیں رہتا۔ ایسی مہتم بالشان بات سے اکیس(۲۱) سال قبل اطلاع دیگئی۔ کیا کوئی شخص کہ سکتا ہے کہ کل میں فلاں فلاں کام کرلونگا۔ کیونکہ قرآن میں ہے وما تدری نفسٌ ماذا تکسب غدًا۔ یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کریگا۔ مگر ہمارے نبی عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے کل کا تو کیا ذکر اکیس(۲۱) سال پہلے خبر دی کہ یوں ہوگا۔ فداہ روحی اُمّی وابی۔ اللّٰھم صلّ وسلم علیہ تسلیماً کثیرا +

دلیل نمبر ۲۹

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تحت آیۃ وعلّم آدمَ الاسماءَ بحث تعلیم اسماء اشیاء آدم یوں تحریر فرماتے ہیں "ہفت کس را از انبیا ہفت علم صراحۃً تفصیل داد۔ حضرت آدم علیہ السلام را بعلم لغت وعلّم آدم الاسماء کلھا۔ وحضرت خضر علیہ السلام را بعلم فراست کہ وعلّمناہ من لدنا علما۔ وحضرت یوسف علیہ السلام را بعلم تعبیر وعلّمتنی من تاویل الاحادیث۔ وحضرت داؤد علیہ السلام را بعلم صنعت وعلّمناہ صنعۃ لبوس لکم۔ وحضرت سلیمان علیہ السلام بدانستن زبان جانوراں کہ وعلّمناہ منطق الطیر۔ وحضرت عیسےٰ علیہ السلام را بتوریت وانجیل کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ وحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم را علم اسرار وعلّمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما +

یعنی خداوند کریم نے انبیاء کرام میں سے سات کو سات علوم ہر ایک کو فرداً فرداً ایک ایک عطا کیا۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو علم لغت اسماء۔ حضرت خضر ع م کو

علم فراست ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم صنعت و حرفت حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم جانوروں کی بولی کا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو علم کتاب و حکمت اور ہمارے پیارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم اسرار یعنی پوشیدہ اشیا اور رازوں کا علم ۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کو اپنے پاس سے منقول نہیں فرمایا بلکہ اس پر تفسیر مدارک ، تفسیر کشاف ، تفسیر بیضاوی ، تفسیر حسینی ، تفسیر خازن وغیرہ گواہ ہیں جس کو شک ہو دیکھے تمام تفاسیر مذکورہ تحت آیۃ وعلمک مالم تکن تعلم صاحبان قلب سلیم کے لئے اتنا ہی کافی ہے ۔

دلیل نمبر ۱۴

حضرت کے علم غیب کے متعلق علامہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان اللہ ایک عجیب بیان فرمایا جو صاحبان عقل کے لئے قابل اعتقاد ہے ۔ ملاحظہ ہو کتاب مدارج مطبوعہ فخر المطابع دہلی جلد اول وصل رویت الٰہی صفحہ ۱۹۴ ۔ جس میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ یوں رقام فرماتے ہیں :۔

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ تمامہ علوم و معارف و حقائق و بشارات و اشارات و اخبار و آثار و کرامات و کمالات کہ در حیطہ ایں ابہام داخل است و ہمہ را شامل از کثرت و عظمت اوست کہ مبہم آورد و بیان نہ کرد ۔

اشارت بآنکہ جز علم علام الغیوب و رسول محبوب بداں محیط نتواند شد ۔ مگر آنچہ آنحضرت بیان کردہ یا آنچہ از مقابلہ و محاذات روح اقدس وے بر بواطن بعضے از کمل اولیاء کہ بشرف اتباع وے مستسعد و مشرف اند تافتہ واللہ اعلم ۔

یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب کو شب معراج میں تبلایا جس کی کسی کو خبر نہیں

یعنی آنحضرت کو تمام علوم و معارف اور تمام اشیا کی حقیقت اور تمام بشارتیں اور تمام اشارے، تمام خبریں اور قصے۔ تمام کرامتیں اور وہ کمالات سکھلا دیئے گئے۔ جو سب کچھ اس مبہم فقرے میں داخل ہیں بلکہ یہ فقرہ تمام اشیاء مذکورہ کو خود شامل ہے۔ بوجہ اپنی عظمت و کثرت کے۔ کیونکہ اس فقرہ کو مبہم لایا گیا اور تفصیل نہ کی گئی۔ یعنی ہم نے سکھایا جو کچھ کہ سکھایا۔ اس فقرہ میں علم کو بیان نہ کرنا اس سے یہ اشارہ ہے۔ کہ اس کی خبر سوائے رسول اور خدا کے کسی کو نہیں۔ ہاں اس پر اطلاع ہو سکتی ہے جس کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیان فرمایا۔ یا آپ کی برکت روح کے فیضان کے سبب اولیائے کاملین کے دلوں پر جو منکشف ہوا۔ واللہ اعلم ✦

**عبارت بالا** سے صاف ظاہر ہے کہ اشیاء مذکورہ کا علم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً حاصل ہے۔ بلکہ آپ کا وجود باجود تو کجا حضرت کے تابع بھی (اولیائے کاملین میں سے) بوجہ برکت روح پاک نبی اس درجہ کامل تک پہنچ سکتے ہیں۔ اللھم صل وسلم علی النبی وآلہ واھل بیتہ اجمعین ✦

**علم غیب** کی آخری دلیل کو عارف کامل مولٰنا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی بتائے ہوئے ایک مختصر قصہ سے نقل کرتا ہوں (ملاحظہ ہو دفتر پنجم صفحہ ۳۹۴) مولٰنا موصوف کی ابیات چونکہ صوفیوں کی غذائے روح ہیں۔ اس لئے آخر میں اس تازہ کن غذا کو پیش کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ دوستوں کے لئے باعث تفریح اور معترضین کے لئے باعث ہدایت ہوگی ✦

**حکایت** یوں ہے کہ چند کافر آپ کی پاس بوقت شام پہنچے۔ آپ نے ان کی مہمانی کا یوں انتظام فرمایا کہ ہر صحابی ایک شخص کو مہمانی دے اس ترکیب سے کسی بھی بوجھ تھا

دلیل نمبر ۲۱

اُن میں سے ایک شخص نہایت جسیم بڑی توند والا بھی تھا۔ اس کو کسی نے بھی مدعو نہ کیا
آپ نے فرمایا اچھا یہ میرے حصّے میں رہے۔ جس کو مولنا یُوں بیان فرماتے ہیں ؎

هر یکے یارے یکے مہماں گزید | در میاں بُد یک شکم زفت عنید
جسم ضخمے داشت کس اورا نبرُد | ماند در مسجد چو اندر جام دُرد

(بزرگ ۱۲) (درشت ۱۲)

ترجمہ ہر اصحابی نے ایک مہمان چن لیا۔ اور ان میں سے ایک بڑی پیٹ والا
اور جھگڑالو بھی تھا۔ وہ جسم سخت موٹا رکھتا تھا اور اسے کوئی نہ لے گیا۔ وہ مسجد میں پیچھے اس طرح
باقی رہگیا جس طرح پیالہ شراب میں میل ✣

القصہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کو ہمراہ دولتخانہ پر لے گئے۔ گھر میں رات
کے لئے سات بکریاں دودھ کی خاطر رکھی جاتی تھیں۔ غرضکہ یہ شخص بڑا پیٹو تھا۔ اس نے
سب آدمیوں کی خوراک اور ساتوں بکریوں کا دودھ ہضم کرلیا۔ پھر کیا تھا تمام رات اسکی
بدہضمی سے حالت ابتر رہی۔ اور اُسے اس قدر بھی طاقت نہ رہی کہ قضائے حاجت کو
باہر جاتا۔ تمام بستر کو اس نے پاخانہ سے نجس کر دیا۔ حجرۂ مطہرہ کو بھی جگہ بہ جگہ نجس کیا۔
حضرت صبح کو جب تشریف لائے۔ تو اس قصہ کو مولوی معنوی یوں تحریر فرماتے ہیں کہ
آپ کو اس کی شب کو عہ کے تمام حالات خود بخود معلوم تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے
آتے ہی اس کو دروازہ کھولدیا اور آپ خود الگ ہو کر چھپ گئے تاکہ وہ مہمان نادم ہو
اسی کو جان من! علم غیب کہتے ہیں۔ فقال ؎

مُصطفےٰ صبح آمد و در را کشاد | صبح آں گمراہ را آں راہ داد
در کشادہ گشت پنہاں مُصطفےٰ | تا نہ گردد شرمسار آں مُبتلا ✣
تا بروں آید رود گستاخ او | تا نہ بیند در کشا را پشت و رُو

یا نہاں شد در پس دیوار یا　　از ویش پوشید دامان خدا

ترجمہ جناب مصطفےٰ صبح کو تشریف لائے اور دروازہ کھولا صبح اس گمراہ کو آپ نے راہ بتلائی۔ دروازہ کھولتے ہی جناب مصطفےٰ چھپ گئے۔ تاکہ وہ مُبتلائے (مصیبت) شرمسار نہ ہو۔ تاکہ وہ گستاخ باہر چلا جاوے۔ اور دروازہ کھولنے والے کو کسی وجہ سے نہ دیکھ لے۔ یا تو خود آنحضرت پس دیوار چھپے۔ یا اُس شخص سے دامان خدا چھپ گیا +

بعدازاں علم غیب نبی کے متعلق معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

مصطفےٰ امید اِ احوال شبش　　لیک مانع بود فرمانِ ربش

تاکہ پیش از خبط بکشاید رہے　　تا نیفتد زاں فضیحت در چہے

ترجمہ جناب مُصطفےٰ (اپنے علم وسیع کی وجہ سے) تمام اُس کی رات کا حال ملاحظہ فرمارہے تھے۔ لیکن اس کا اظہار بحکم خدا ممنوع تھا۔ تاکہ خبط ولغزش سے پہلے اس کو راہ کھولدے تاکہ وہ بوجہ اس شرمساری کے ڈوب نہ مرے +

پس وہ مہمان دروازہ کھولتے ہی آہستہ سے چلتا بنا۔ ناگاہ ایک شخص نے تمسخراً وہ فرش ناپاک آپ کو دکھایا کہ یہ لیجئے آپ کے مہمان کی کارروائی ہے ؎

جامہ خواب پُر حدث را یک فضول +　　قاصداً آورد در پیش رسُول

کاینچنیں کرد است مہمانت ببیں　　خندۂ زد رحمۃ للعالمیں

کہ بیاور مطہرہ اینجا بہ پیش　　تا بشویم جملہ را با دست خویش

ہر کسے میجست کز بہر خدا　　جان ما و جسم ما قرباں ترا

تا بشوییم ایں حدث را تو بہل　　کار دستست ایں نہ کار جان و دل

اے لعمرک[۱] حق ترا عمر خواند　　پس خلیفہ کرد و برکرسی نشاند

[۱] اشارہ آیہ شریفہ انھم لفی سکرتھم یعمہون کی طرف ہے کہ جس میں آنحضرت کی جان کی قسم خداوند تبارک و تعالیٰ نے کھائی ۱۲

ما برائے خدمتِ تو میہمانیم　　　　چوں تو خدمت میکنی پس ما کئیم

**ترجمہ** ناپاک بستر ے کو ایک ناقابل شخص عمداً حضرت کے سامنے لے آیا
کہ دیکھئے آپ کے مہمان کی یہ کرتوت ہے۔ اس پر جناب رحمۃ للعالمین نے تبسم فرمایا
(اور کہا) کہ لاؤ اُس غسلخانہ میں لے آؤ۔ تا کہ میں خود اپنے ہاتھ سے دھولوں۔ ہر شخص
اس بات کی تلاش میں تھا (اور یہ کہتا تھا) کہ خدا کے لئے ہماری جان و جسم آپ کے
قربان ہو۔ میں خود اس نجس کو دھولونگا آپ چھوڑ دیجئے۔ یہ آپ کے ہاتھ کا کام نہیں
ہماری جان و دل کا کام ہے۔ آپ کی حیات کی قسم کہ خدا نے آپ کو جان سے ملقب
کیا۔ پھر اپنا نائب مقرر کر کے کرسی پر بٹھایا۔ ہم آپ کی خدمت کے لئے ہی تو ہیں۔
جب آپ کام کرنے لگیں تو پس ہم کون ہیں ✤

اس پر آپ نے لوگوں کو خاص اپنے دست مبارک سے کپڑے دھونے کی
وجہ بیان فرمائی کہ تم رہنے دو۔ مجھے خود ہی دھونے دو۔ میرے اس فعل میں ایک
خاص حکمت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ابھی ایک کافر کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ
اللّٰہِ کی برکت سے تمہارا بھائی بنا چاہتا ہے۔ صحابہ ہٹ کھڑے ہوئے کہ وہی شخص
واپس اپنی ہمیان کی تلاش میں آیا۔ اور حضرت کو اس طرح دیکھ کر شیفتہ ہو گیا اور وہیں مسلمان
ہؤا۔ اس کو مولنا رحمۃ اللہ علیہ اس طرح تحریر کرتے ہیں ؎

گفت میدانم ولے ایں ساعتیست　　　　کاندریں شستن بخویشم حکمتے است
منتظر بودند کایں قول نبی است　　　　تا پدید آید کہ ایں اسرار چیست
او بجد مے شست آں احداث را　　　　خاص ز امر حق نہ تقلید و ریا
کہ دلش میگفت کایں را تو بشو　　　　کاندریں جا ہست حکمت تو بتو

**ترجمہ** آپ نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں لیکن یہ ایسا وقت ہے۔ کہ میرے خود اس لپنے دھونے میں ایک حکمت ہے۔ سب لوگ اس نتیجہ کے منتظر تھے کہ یہ قول نبیؐ ہے۔ تاکہ ظاہر ہو کہ کیا بھید ہے۔ حضرت خوب کوشش سے اس ناپاکی کو صاف فرماتے تھے۔ خاص حکم خدا سے نہ تقلید و ریا کی وجہ سے۔ کیونکہ آپ کا دل مبارک یہ کہتا تھا کہ اس کو دھو۔ کیونکہ اس میں حکمت تہ بہ تہ ہے ۞

جانِ برادر! جائے غور ہے کہ حضرت نے اُسی وقت اس واقعہ کی اطلاع دی کہ ابھی وہ شخص واپس آئیگا اور میرے اس فعل کی وجہ سے وہ زمرہ اسلام میں داخل ہوگا کیا یہ علم غیب نہیں ہے۔ فتدبر ؎

کافرک را ہیکلے بُد یادگار ۔۔۔ یاوہ دید آنرا و گشت او بیقرار
گفت آں حجرہ کہ شب جا داشتیم ۔۔۔ ہیکل آنجا بخبیر بگذاشتیم
گرچہ شرمش بود حرصش شرم بُرد ۔۔۔ حرص اژدرہاست نے چیز یست خُرد
از پئے ہیکل شتاب اندر دوید ۔۔۔ در وثاق مصطفےٰ واں حال دید
کاں ید اللہ آں حدث را ہم بخود ۔۔۔ خوش ہمے شوید کہ دورش چشم بد
ہیکلش از یاد رفت و شد پدید ۔۔۔ اندروں شورے گریباں را درید
میزد او دو دست را بر رُو و سر ۔۔۔ کلّہ را میکوفت بر دیوار و در
چوں ز حد بیروں بلرزید و طپید ۔۔۔ مصطفےٰ اش در کنار خود کشید
ساکنش کرد و بسے بنواختش ۔۔۔ دیدہ اش وا کرد و دادا شناختش
تا نگرید ابر کے خندد چمن ۔۔۔ تا نگرید طفل کے جوشد لبن

**ترجمہ** اُس کافر کی ایک ہیکل تھی۔ وہ گم گئی اور وہ بیقرار رہا۔ وہ کافر

کہنے لگا کہ جس حجرہ میں مَیں رات رہا۔ ہیکل اُسی جگہ مَیں بھول گیا۔ اگرچہ رات کے واقعہ سے اس کو شرم تھی لیکن حرص اس کی شرم کو لیگئی۔ حرص اژدہا ہے نہ کوئی خُرد شے۔ بوجہ ہیکل بھاگا ہُوا گیا۔ اور وہاں جناب نبوی کو اس حال میں پایا۔ کہ وہ خدا کا ہاتھ اس ناپاکی کو صاف کر رہا ہے۔ ایسی خوشی سے دھو رہے ہیں کہ نظر بد دور۔ اس شخص کو ہیکل تو بھولگئی اور اس میں۔ ایک شور پیدا ہو گیا۔ اور اس نے گریبان چاک کر دیا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ مُنہ و سر کو مارنے لگا۔ اپنے سر کو در و دیوار سے پٹخنے لگا۔ جب وہ حد سے زیادہ کانپتا اور تڑپتا رہا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے سینہ مُبارک سے لگا لیا۔ اُسے آپنے ٹھنڈا کیا اور اس پر بڑی مہربانی کی۔ اور اس کو چشم باطن عطا کر کے اس کی اندرونی مرض سے اُسے مطلع کر دیا۔ جب تک بادل نہ برسے باغ کہاں پھلتا ہے جب تک بچہ نہ روئے ماں کی چھاتیوں میں دودھ کب جوش دیتا ہے +

بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو تسکین دی اور وہ مشرف باسلام ہُوا

یا رب صل و سلم دائماً ابداً      علیٰ نبیک خیر الخلق کلہم

حضرت اہلحدیث مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اشاعۃ السُنۃ نمبر ۱۲ جلد ۲ کی صفحہ ۳۳۳ بقیہ مقدمات اثبات نبوت کی سطر ۱۱ کو ملاحظہ فرماویں :۔

اصل خبر دجال سبھی کتب حدیث میں مذکور ہے اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں ہے اس قسم کی صدہا غیبی خبریں ہیں جو آنحضرت صلعم نے بتائیں اور لوگوں کے مشاہدے وامتحان میں آئی ہیں انکی تفصیل باسند کتب حدیث میں موجود ہے اور مجمل ذکر ایک چھوٹی سی کتاب شفا فی حقوق المصطفےٰ میں پایا جاتا ہے طالب شائق ان کتابوں کا ملاحظہ کرے +

# خاتمہ

ان دلائل قاطعہ کے لکھنے کے بعد صرف اس قدر بیان کرنا باقی ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش کچھ اعتراضات علم غیب نبوی پر کرتے ہیں۔ اُن کا باجمعہ بیان کرنا اور پھر جواب دینا، مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس سے بقیہ سَنا مزہ جاتا رہیگا۔ اور نیز ایک بازار بحث گرم ہو جائیگا۔ جو میرے مذاق سے کوسوں دُور ہے۔ اُن اعتراضات کا جواب علمائے کرام نے بہت پوست کندہ دیا ہُوا ہے۔ لہذا اُن جوابات کا اعادہ اس رسالہ مختصر میں مناسب نہیں بعض مواقعہ پر جو حضرت نے کسی معاملہ میں خاموشی فرمائی۔ یا ایسا تکلّم فرمایا، یا آپ سے کوئی ایسا فعل سرزد ہُوا جو عامہ بشر کے موافق تھا تو وہ یا تو کسی حکمت یا راز کے پہلو کو دکھاتا تھا یا اس سی کوئی خاص نتیجہ مقصود جناب نبوی تھا یا وہ ایسی حالت کی وجہ سے تھا جسے اصطلاح میں استغراق کہا کرتے ہیں +

یہ امر مخفی نہیں کہ خدا والوں کی بعض اوقات ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اُن کو اپنے تن بدن کی ہوش نہیں رہتی۔ اور وہ دنیا و مافیہا سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ خود اُن کو اپنی جان سے لاعلمی ہو جاتی ہے +

اسی حالت کی تصدیق جناب نبوی کی صوم وصال سے ہوتی ہے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم بعض شبہائے رمضان المبارک کے روزے پے درپے رکھا کرتے، نہ کچھ تناول فرماتے اور نہ کچھ پیتے اور نہ درمیان میں افطار فرماتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو آپ اس طرح کے صوم الوصال سے بوجہ اُن پر رحم کھانے کی منع فرماتے۔ کہ کہیں وہ صوم الوصال کو بھی سنّت خیال نہ کرلیں۔ کیونکہ اس طرح کا روزہ ہر ایک کا کام نہیں ٭

چنانچہ حدیث میں حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ کہ جب آپ روزوں کو پے درپے ملاتے ہیں تو آپ ہمیں کیوں اس معاملہ میں منع فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ تو ہمیشہ ہمیں اپنی متابعت کی تاکید فرمایا کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ یعنی تم میں سے کسی ایک کی طرح میں نہیں ہوں۔ اور بعض روایت میں ہے۔ اَيُّكُمْ مِثْلِي تم میں سے کون مجھ سا ہے۔ اِنِّي اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّي۔ تحقیق میں اپنے خدا کے پاس رات کاٹتا ہوں جو میرا پالنے والا ہے۔ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ٭

سُبحان اللہ! حدیث مذکورہ بالا کے لطائف کا اندازہ کچھ صاحبان حال ہی فرما سکتے ہیں۔ صاحب قال کو اس لذت سے آشنائی کب۔ اس لفظ یطعمنی ویسقینی پر علما کی مختلف آرا ہیں۔ بعض تو اس طرف گئے کہ طعام و شراب سے مراد محسوسی طعام تھا۔ جو بہشت سے یوم الوصال کے دن آیا کرتا تھا۔ گویا یہ ایک معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ بعضے کہتے ہیں کہ ایک خاص قوت جناب نبوی کو خاص قسم کی عطا ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کو حاجت خورد نوش باقی نہ تھی۔ لیکن صوفیاے کرام اور علماے محققین کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایک خاص حالت لذت و شوق جناب نبوی کی عشق الٰہیہ میں تھی کہ نہ بھوک کا خیال نہ پیاس۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں اُمّتِ احمدیہ

کے ادنیٰ اشخاص سے ایسے ایسے کرشمے ظاہر ہوئے۔ سبحان اللہ! چہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طعام وشراب صوم الوصال کے متعلق علامہ محدث دہلوی مدارج جلد اوّل صفحہ ۰۵، ۷سہ مطبوعہ میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

مختار نزد اہل تحقیق آن است کہ مراد غذائے روحانی است کہ از ذوق ولذت مناجات وفیضان معارف ولطائف الٰہی کہ بر دل شریف وروح پرفتوح وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازل میگشت واحوال شریف از نعیم روح وشادی نفس وروح قلب پیدا مے شد کہ بداں از غذائے جسمانی مستغنی مے شود وایں معنی در محبتہائے مجازی ومسرتہائے صوری تجربہ است کہ احتیاج بغذا نیفتد بلکہ یاد ازاں نیاید۔ چہ جائے محبت حقیقی ومسرت معنوی ست واللہ اعلم بحقیقۃ الحال"۔

اسی حالت استغراق کی حکایت مثنوی معنوی میں ایک حضرت کے معجزے کے ضمن میں ہے جس کا نقل کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

قصہ یوں ہے کہ ایک لق ودق جنگل میں ایک قافلہ عرب بھٹک گیا اور تکلیف پیاس سے قریب المرگ ہوگیا تھا۔ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم وسیع سے اُن کی حالت کو معلوم فرمایا اور وہاں ہی دستگیری کو پہنچے قافلہ والوں کو ارشاد فرمایا صبر کرو۔ اور جاؤ اس ٹیلے کے پس پشت ایک حبشی غلام مشکیزہ لئے جارہا ہے۔ اُسے لے آؤ۔ لوگ گئے اور بعد تجسس وہ غلام معہ مشکیزہ ملا۔ اُسے حاضر جبراً کیا۔ آپ نے اس سے مشکیزہ لے لیا۔ صرف ایک مشکیزہ سے تمام قافلہ معہ مویشی کے سیراب ہوگیا۔ حبشی حیران منہ دیکھ رہا تھا کہ پانی اب کہاں سے لوں اس لق ودق میں کہیں نام ونشان پانی کا نہیں۔ دُوسرے مالک کے لئے پانی لایا تھا۔

اب اُسے کیسے مُنہ دکھاؤں۔ آپ نے اُسے دلاسا دیا۔ اور اُس کے رخسار پر دست مبارک رکھ کر ایک ریتے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جاؤ لڑکے وہاں سے بھر لو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حبشی پر دست مُبارک رکھنا اور اشارہ کرنا ہی تھا کہ حبشی خوبصورت غلام ہو گیا اور ادھر چشمہ جاری ہو گیا۔ اس غلام نے پانی سے مشکیزہ بھر لیا اور روانہ اپنے گاؤں کو ہوا +

اس واقعہ کی خبر جب اُس گاؤں میں مشہور ہوئی تو ایک کافر عورت حضرت کی تصدیق کیلئے معہ اپنے شیر خوار بچہ کے خدمت اقدس میں آئی۔ اس کو مولوی معنوی نے اس طرح لکھا ہے :۔

هم ازاں ده یک زنے از کافراں | سوے پیغمبر رواں شد زامتحاں
پیش پیغمبر درامد با خمار | کودکِ دو ماهه زن را در کنار
گفت کودک سلّم الله علیک | یا رسول الله قد جئنا الیک
مادرش از خشم گفتش ہیں خموش | کیست افگند ایں شهادت را بگوش
ایں کیت آموخت اے طفل صغیر | که زبانت گشت در طفلی جریر
گفت حق آموخت وانگه جبرئیل | مرمرا گشته بصد گونه دلیل
گفت مے بینی تو گفتا که بلے | بر سرت تاباں چو بدرِ کاملے
مے بیاموزد مرا وصفِ رسول | بر علوم مے رساندزیں سفول
پس رسولش گفت اے طفل رضیع | چیست نامت باز گو و شو مطیع
گفت نامم پیش حق عبد العزیز | عبد عزّے پیش ایں یکمشت رحیز

خواجہ کائنات اسی شغل میں محو تھے اور حالت استغراق طاری تھی کہ ناگاہ آواز اذان کان مُبارک نبی تک پہنچی آپ نے وضو فرمایا اور جونہی کہ پاے مُبارک بعد دھونے کے موزے میں ڈالنے لگے کہ ایک عقاب اُسے

ہوا میں لے اڑا۔ اُس میں ایک سانپ تھا جس کو گرا کر پھر موزہ لیکر خدمت میں آیا۔ اور وجہ گستاخی بیان کی ؎

پس رسولش شکر کرد و گفت ما ۔ ایں جفا دیدیم و خود بود آں وفا
موزہ بربودی و من در غم شدم ۔ تو غمم خوردی و من برہم شدم
گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود ۔ دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

جانِ برادر! اسی کو استغراقِ محبتِ الٰہی کہا کرتے ہیں۔ مولانا معنوی خود اس بات کو زبانی عقاب صاف فرماتے ہیں ؎

گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست ۔ دیدنم آں غیب را ہم عکس تست
مار در موزہ بہ بینم در ہوا ۔ نیست از من عکس تست ای مصطفٰے
عکس نورانی ہمہ روشن بود ۔ عکس ظلمانی ہمہ گلخن بود
عکس عبد اللہ ہمہ نوری بود ۔ عکس بیگانہ ہمہ کوری بود

ملاحظہ ہو مثنوی معنوی دفتر سوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۶۳ +

اس پر شارح بحر العلوم لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو فکر تن کا نہ تھا اور یہ کوئی عجیب بات نہیں انبیاء پر بوجہ استغراق بعض اشیا مخفی ہو جاتی ہیں۔ اور مطلب بیت۔ دل دراں لحظہ بخود مشغول، کا یوں ہی کہ دل اپنے آپ میں مشغول تھا۔ یعنی دل تو ذات قلب کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات خدا کے ساتھ مشغول تھی اور بوجہ استغراق اس وقت توجہ عالم موجودات کی طرف کچھ نہ تھی اور ہمیں اپنی بھی خبر نہ تھی۔ یہ حالت صاحبان فکر سلیم سمجھ گئے ہونگے۔ پس اے طالب حق! اگر کوئی اعتراض پیش ہو تو اس کے لئے اسی جواب استغراق کو مدنظر رکھنا اور یہی اعتقاد وسیلہ نجات ہے

اللّٰھم اعطنی بہ انک علی کل شیءٍ قدیر۔ وما توفیقی الا باللہ +

اس مختصر تحریر کے بعد اصحاب بصیرت پر علم غیب کا ماننا کچھ مشکل امر نہیں ہے میں نے جہاں تک ہو سکا علم غیب کو نص سے احادیث صحیحہ سے ۔ اقوال علما سے ثابت کر دیا کہ ہمارے نبی عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ عالم علم الغیب بالیقین تھے اب جو شخص ایسے مسئلہ کو جو قرآن ۔ حدیث اور اجماع امت سے مسلم ہو ۔ نہ مانے ۔ اُسے کیا کہا جاوے ۔ اس کا علاج نہیں ؛

یہ قصہ مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی جو اکابر تابعین میں سے ہیں خوشخبری دی تھی اور یہ مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اِنِی لَاَجِدُ نفس الرحمان من قبل الیمن یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کی خوشبو یمن کی طرف سے پاتا ہوں یعنی اللہ والے کا ظہور میرے بعد اس جانب سے ہوگا ۔ اسی طرح کی خوشخبری حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کئی سال پیشتر دی ۔ اب بتاؤ کہ جب حضرت کی امت کے ادنے وجود اس طرح کا علم غیب رکھتے ہیں تو حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو بدرجہ اکمل و اتم متصف بعلم غیب کہنا لازم و ضروری ہے بشارت نسبت حضرت ابو الحسن خرقانی رہ کو مست جام بادہ قیوم مولانا روم دفتر چہارم مثنوی مطبوعہ صفحہ ۳۴۳ میں حسب ذیل بیان فرماتے ہیں ؎

آں شنیدی داستان بایزید
کہ زحال بو الحسن از پیش دید

روزے آں سلطان تقوےٰ میگذشت
با مریداں جانب صحرا و دشت

بوئے خوش آمد مرا ورا ناگہاں
در سواد رے ز حد خارقاں

پس دراں جا نالہ مشتاق کرد
بوے را از باد استنشاق کرد

جب اُن کی یہ حالت ہوئی تو ایک مرید نے وجہ دریافت کی ۔ فرمایا ؎

گفت بوئے بو العجب آمد بمن
ہمچناں کہ مر نبی را از یمن

گفت زیں سو بوے یارے میرسد
کاندریں دہ شہریارے میرسد

پھر آپنے بوالحسن کی مدت ولادت آپکا حلیہ غرض سب حال بالتفصیل بتلادیا۔ اور لوگوں نی اس یادداشت کو قلمبند کرلیا چنانچہ ویساہی ہوا ؎

چوں رسید آں وقت آں تاریخ راست | زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت و خاست
ہمچناں آمد کہ او فرمودہ بود | بوالحسن از مردماں او را شنود

پھر مولوی معنوی اس تعجب انگیز واقعہ کو اسطرح صاف کرتے ہیں کہ اولیا سے یہ امر مشکل نہیں ہے ؎

لوح محفوظ است پیش اولیا | ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا
نے نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب | وحی حق واللہ اعلم بالصواب

جب علمائے قدیم نی اولیا کی نسبت یہ حالات مندرج فرمائے۔ اب ذات پاک نبوی صلعم کی نسبت شک کی کونسی جگہ باقی ہی اور یہی اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہی کہ ہمارے نبی عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل النبیین و فخر المرسلین و کا امام تھے اور صاحب حیات ابدی و عالم علم غیب ازلی جیسا کہ مینے مفصلاً لکھا۔ اسمیں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں پس میں اب اسجگہ اس تحریر کو ختم کرتا ہوں ✤

حمداللہ کہ میری یہ حصص بخیر و خوبی ختم ہوئی خدا میری اس ادنی خدمت کو قبول فرمائے احقر کی بساط ان مسائل پر بحث کرنے کی قابل کہاں تھی جو کچھ لکھا گیا جذب محبت احمدیہ کا کرشمہ ہی خدا کری کہ یہ چند سطریں میری باعث نجات ہوں اور محمد و آل محمد کی محبت میں میرا اور عامہ مومنین کا خاتمہ ہو واللہ المستعان والیہ التکلان ؎

اگر دعوتم رد کنی ور قبول | من و دست و دامان آل رسول

حافظ محمد امین اندرابی عفے عنہ

تاریخ طبع از احقر العباد حکیم محمد رفیع محبوب عالم یمین ابادی غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

بعد حمد خدا و نعت رسول
یعنی شیخ و مشائخ و عالم
موتی ہیں خاص بحر عرفاں کے
چھپ چکی جبکہ یہ کتاب عجیب

قول مقبول العلم غیب رسول
سبھی کہتے ہیں صاحبان عقول
جانیں کیا وہ جو ہیں ظلوم و جہول
ہوئی ہر خاص و عام کو مقبول
منکر غیب دیکھ لے آکر

ہے صریح نص و حدیث گواہ
راز کلی خفی جلی جتنے
اس کے پائے میں گے گوہر مقصود
اے خدا کیجو خاتمہ بالخیر
کہا ہاتف کہ۔ یہ ہے علم غیب رسول
۱۳۲۳ھ

غیب داں تھے جناب پاک رسول
فضل خالق سے ہوگئے تھے حصول
وہ جو ہیں عاشق خدا و رسول
صدقہ نام نبی و آل بتول
بالخیر

تمت

# گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھُو قدس سرہُ العزیز کی تصنیف سے ہے اور طالبان الٰہی کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ رسالے کے لکھنے کا سبب۔ رسالے کے مقاصد۔ طریقہ قادریہ کی فضیلت۔ طریقہ قادریہ کے اقسام۔ یادِ الٰہی سے غافل رہنے کا نام دنیا اور اسکی بحث۔ طریقہ قادریہ میں معرفت الٰہی کے خزائن (سخاوت کی منفعت اور اس میں دنیا سے بے تعلقی کا ظہور جو فقر کا ایک رکن اعظم ہے) مرشد کے اقسام۔ مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں۔ صاحب طریقہ قادریہ کی ابتدائی مراتب۔ حُبِ دنیا سے طالب کے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ حبِ دنیا کے متعلق ایک حکایت۔ کمل اولیا کی حق میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول۔ مرشد ناقص مریدوں کی حالت سے ناواقف رہتا ہے۔ فقیر کو جلال و جمال دونوں مقامات سے گذرنا چاہیے۔ فقیر کے وجود میں ذکر کے اقسام۔ سماع کا بیان۔ فقیران فنا فی اللہ کو ہوا و ہوس سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ دنیا کی نسبت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد۔ طالب اللہ کو فقیر کامل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ذکر دوام و فکر تمام کی شرح اور اسکی فضیلت۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت چار آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴ر

# حجت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھُو قدس سرہ العزیز کی تصنیف سے ہے جس کا نہایت عمدہ ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ انسان کامل کا بیان۔ معرفت الٰہی کا ذکر اور اسکے شروط۔ بدون ذکر کے ہر نفس مردہ ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا بندے سے نزدیک ہونا۔ علم کا راہ اور مرشد کا راہبر ہونا۔ خدا تعالیٰ کی معصیت میں اطاعت نہیں۔ اہل علم اور اہل فقر کا بیان۔ کامل و ناقص میں تمیز۔ خدا تعالیٰ کی نشانوں میں غور کرو اور اس کی ذات میں غور نہ کرو۔ جب بندہ خدا کو پکارتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے۔ شیطان جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں بن سکتا۔ طالب کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا۔ اہل دیدار طالب زوال کا بیان۔ فقر جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر تھا۔ حضرت خضر و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ۔ خدا تعالیٰ نے سب کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اہل علم و اہل فقر کی مثال۔ وسیلے کی فضیلت۔ فقیر کامل کا کوئی خلاف شرع کے کام نہ کرنا۔ ذکر قلبی اور مومن کی فراست کا ذکر۔ ذکر اللہ کا تمام وجود میں جاری ہونا۔ ذکر روحی کا بیان اور اسکی مثال۔ فقیر ہمہ تن شریعت پر ثابت قدم رہتا ہے۔ نفس کے اقسام و اسکی تفصیل۔ خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے، اعمال کو نہیں دیکھتا۔ مرشد کامل کا صاحب حضور رہنا۔ عمل کے لئے ایک حسن نیت ہی بس ہے۔ علم لدنی کی اصلیت اور اس کا حصول۔ اہل علم کی نظر سبب پر اور اہل فقر کی نظر مسبب پر ہوتی ہے۔ مراقبہ کا بیان۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے سر پر مٹی ڈالی اور انہوں نے آپ کو نہ دیکھا۔ علم ظاہری اور اسم اعظم کا بیان۔ فقیر و زاہد کی حکایت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ فقرا کے اقسام۔ خاتمہ کتاب + قیمت پانچ آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۵ر

# کلید التوحید

یہ رسالہ سراپا برکت از تصنیف لطیف حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز سے ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں دعوے کیا ہے کہ اگر کوئی شخص سراپا رحمت رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے۔ اگر بے علم ہو تو عالم یا مفتی ہو۔ اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے۔ اگر فقیر ہو تو غنی بنے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ گنجینۂ اسرار الٰہی بحکم خدا (الہام) اور منظوری جناب سرور کائنات لکھا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا ہے۔ اس میں جو جو عالی مضامین ہیں اُن کی فہرست ملاحظہ ناظرین کیلئے درج ذیل کی جاتی ہے۔ حمد۔ نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ اس کا نام اور اس کے مقاصد۔ ارواح مقدسہ سے ملاقات کرنا۔ دوسرے کو نصیحت کرنے اور اپنے نفس کو بھول جانے کی مذمت۔ مرشد ناقص اور مرشد کامل کا بیان۔ نفس امارہ کی سرکشی اور اس کا علاج۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس اور مقامات روح و سر وغیرہ کیونکر پہچانے جاسکتے ہیں۔ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کا بیان۔ مرشد کامل میں آٹھ باتوں کا ضروری ہونا۔ طریقہ قادریہ کا پہلا سبب۔ کن فیکون کی شرح اور کل ارواح کی پیدائش کا حال۔ سب سے پہلے نفس امارہ کی شیطان نے پیروی کی۔ مقام جمعیت کی شرح۔ مراتب درویش و مراتب فقیر۔ اسم اللہ کی تاثیر انسان کے وجود میں کب ہوا کرتی ہے۔ سالک کے دل میں خطرات بد کا پیدا ہونا۔ نفس و ارواح کی مثال۔ توبہ کرکے گناہ سے پاک ہونا (درحقیقت ہدایت کرنا خدا کا کام ہے۔ مگر انسان کو کوشش کرنی ضروری ہے) معرفت الٰہی میں حوصلہ وسیع رکھنا چاہیے۔ مجلس محمدی میں پہنچنے سے طالب پر خلفا کی توجہ (مجلس محمدی میں پہنچکر آنجناب سے تلقین پا کر مراتب مرشدی حاصل کرنا اور رجعت سے محفوظ رہنا) طالب کو جب کوئی ضرورت دینی دنیوی درپیش ہو تو اُسے کیا کرنا چاہیے۔ مراقبہ کا بیان اور اس کے اقسام۔ اسم ھُو سے چار ذکروں کا حاصل ہونا۔ نور ہدایت کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ کن کن لوگوں پر شیطان کو قدرت نہیں اور کن کن پر غالب رہتا ہے۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت چھ آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۶ر